نومسلموں کے احکام

اردو ترجمہ

تنبیه الأنام

بما يحتاجه المسلمون الجدد من الأحكام

تالیف

فضیلۃ الشیخ علی بن عبدالعزیز موسیٰ حفظہ اللہ تعالی

مكتبة السنة

انتساب

میرے نئے مسلمان ہونے والے بھائیوں کے نام۔۔۔!

﴿ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۲ ﴾

تو کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے، سو وہ اپنے رب کی طرف سے ایک روشنی پر ہے پس ان کے لیے ہلاکت ہے جن کے دل اللہ کی یاد کی طرف سے سخت ہیں، یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں" (سورۃ الزمر: ۲۲)

ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا": مجھے نرم اور سہولت آمیز شریعت دے کر مبعوث کیا گیا ہے"

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں لائے ہیں اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الصحیحہ میں اس کی تصحیح کی ہے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا": اے عمرو! بیعت کر لو بیشک اسلام قبول کرنا پہلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت کرنا سابقہ گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

اس حدیث کو امام احمد اپنی مسند میں لائے ہیں اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح الجامع میں انکی تصحیح کی ہے۔

مُقَدِّمَةُ الطَّبْعَةِ الاولیٰ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّه مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا. مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۰۲﴾ [آلُ عِمْرَانَ] ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝۱﴾ [النساء] ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۷۰ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۷۱﴾ [الْاحزَابُ]

أَمَّا بَعْدُ:

’’فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّه، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم، وَشَرَّ الْامُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلالَةٍ فِي النَّار‘‘

حق کے متلاشیوں اور میرے نئے ہونے والے مسلمان بھائیوں کے لیے مجھے دو باتوں نے لکھنے پر آمادہ کیا جن میں پہلی بات یہ کہ میں اس بات کا مصداق بن جاؤں

جو "صحیحین" میں سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب خیبر کے دن علی رضی اللہ تعالی عنہ کو جھنڈا تھمایا تو فرمایا": اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے"

امام نووی رحمہ اللہ نے "شرح نووی علی مسلم" میں فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ " اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے"۔ اس میں اہل عرب کے سب سے قیمتی سرمائے یعنی سرخ اونٹ کا ذکر ہے جس سے وہ سب سے قیمتی چیز کی مثال دیتے تھے اور اس سے بڑھ کر ان کے لیے کوئی اور شئے نہیں تھی۔ اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ دنیاوی چیزوں سے آخرت کے لیے مثال دینا صرف اور صرف سمجھانے کی غرض سے ہوتا ہے وگرنہ ہمیشہ والی آخرت کا ایک ذرہ بھی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اور اس پر ہے اور اس جیسی کسی بھی چیز کے تصور سے بہتر ہے۔ اور اس حدیث میں علم کی فضیلت، سیدے راستے کی راہنمائی اور سنت کو جاری کرنے کا بیان ہے۔

دوسری بات: کہ میرے بعض عجمی بھائیوں نے بالخصوص فرانس میں رہنے والوں نے درخواست کی کہ میں اس بارے میں لکھوں۔

اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کے وہ مجھے اپنی خاص مدد سے نوازے اور حق بات کہنے کی توفیق دے بلاشبہ اللہ تعالی بڑا مہربان اور محبت کرنے والا ہے۔

میں نے اس کتاب میں ہر غیر مسلم شخص کے لیے جو حق کی تلاش میں ہے اور جو نو

مسلم ہے، انتہائی آسان فہم طریقہ سے ان باتوں کو بیان کیا ہے جس کی ان کو تلاش کرنے کی ضرورت رہتی ہے۔

کسی شخصیت کے قبولیت اسلام سے مجھے بہت خوشی ملتی ہے خصوصاجب اس بات کا علم ہوتاہے کہ کوئی شخص اسلام کے خوبصورت باغیچے میں داخل ہوگیاہے جس کے اثرات وہ اپنے سینے کو کشادہ پاکر، دلی اطمئنان سے ،اور نظریاتی عقائد کے تضادات کو ذہن سے نکال دینے سے خود محسوس کرتاہے۔ چناچہ دل کی حقیقی خوشی اور نفس کی سچی راحت تو صرف اسلام میں ہی ہے۔

لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ اب اس کے لیے زندگی میں کوئی تکلیف نہ ہو گی بلکہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ ﴾

ترجمہ: کیالوگوں نے گمان کیاہے کہ وہ اسی پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی۔ حالانکہ بلاشبہ یقیناہم نے ان لوگوں کی آزمائش کی جو ان سے پہلے تھے، سو اللہ ہر صورت ان لوگوں کو جان لے گا جنھوں نے سچ کہااور ان لوگوں کو بھی ہر صورت جان لے گا جو جھوٹے ہیں۔(سورۃ العنکبوت ۲،۳)

میں اسی طرح ان نو مسلموں کے طرز عمل سے غمگیں بھی ہو جاتاہوں جو اسلام کو صرف اس کے نام سے جانتے ہیں اور وہ سوائے کلمہ شہادت پڑھ لینے کے اور کوئی رکن ادا نہیں کرتے حالانکہ وہ عمل کرنے کی مکمل قدرت بھی رکھتے ہیں مگر ناتو وہ

نماز ادا کرتے ہیں اور ناہی روزہ رکھتے ہیں اور ناز کوۃ ادا کرتے ہیں اور نہ حج کا فریضہ، بلکہ جس طرح وہ اسلام لانے سے قبل شراب خور اور زناکار تھے اسی طرح ہی اسلام کے بعد بھی اسی حالت پر رہتے ہیں۔

پس اسی وجہ سے میں نے اس بات کو بہتر جانا کہ آسان طریقے سے ان لوگوں کو جو حق کی تلاش میں ہیں اور اسی طرح ان نئے مسلمانوں کو بھی ان مسائل سے آگاہ کیا جائے جن کا جاننا ان کے لیے ضروری ہے۔ اور اس کام کے لیے میں نے اس سلسے کا آغاز کیا ہے جس کو میں نے " تنبیہ الانام بما یحتاجہ المسلمون الجدد من احکام" نو مسلموں کے لیئے بنیادی احکام و مسائل کا عنوان دیا ہے۔

اور یہ پانچ مختصر اجزاء پر مشتمل ہے۔ جن میں

پہلا جزو: عقیدہ کے متعلق۔

دوسرا جزو: طہارت اور نماز کے متعلق۔

تیسرا جزو: زکاۃ، روزہ اور حج کے متعلق۔

چوتھا جزو: اذکار اور آداب اسلامی کے متعلق۔

پانچواں جزو: اسلامی اخلاقیات کے متعلق۔

میں اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کے وہ اس عمل کو بابرکت، نافع اور خالص اپنی رضا کے لیے بنادے۔ اور اس کو میرے لیے میری زندگی میں اور میری موت کے بعد بھی اور جو کوئی بھی اس کتاب کی رغبت کرے اس کے لیے نفع بخش بنادے، بیشک وہی سب سے بہتر ہے جس سے مانگا جاتا ہے اور سب سے زیادہ سخی ہے جس سے امید کی

جاتی ہے۔اور وہ ہمیں کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی الظیم ، و صلی اللّٰہ وسلم و بارك علی عبدہ ورسولہ نبینا محمد، وعلی اٰلہ و اصحابہ، ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین.

اس سلسلے کا پہلا جزو چار ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب: دین اسلام کے محاسن کا بیان۔

دوسرا باب: شہادتین کی مختصر وضاحت۔

تیسرا باب: مسلمان کے عقیدۃ کا خلاصہ۔

چوتھا باب: خارجی اور بدعتی افکار و خلفشار کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فہم سے رسول اللہ ﷺ کے منہج کی پیروی کیسے کریں گے ؟۔

پہلا باب :

دین اسلام کے محاسن کا بیان

راہ حق کو تلاش کرنے والے لوگ:۔

اس بات کو آپ اچھی طرح جان لیں (اللہ آپکو سیدھی راہ دکھائے) کہ دین اسلام سراسر بھلائی اور کل خیر کا نام ہے۔ یہ دین انسانیت اور رواداری کا، عدل اور رحمت کا، محبت اور بھائی چارے کا، علم اور عمل کا گہوارہ ہے۔ یہ وہ دین ہے جو سیدھا رہنے والے کی راہنمائی کرتا ہے۔ ہر طرح سے کامل و شامل، خیر خواہی، سچائی اور امانت داری والا دین ہے۔ عزت، قوت اور حفاظت کرنے والا دین ہے۔ جس کی بنیاد توحید اور روح اخلاص ہے۔ جس کا شعار معاف کرنا اور جوڑنا اور متحد کرنا ہے۔ درست اور نفع مند عقیدہ پر مبنی اور انسانیت کے لیے تہذیب سے لبریز اخلاق کریمہ ،اور تمام حالات کے مطابق اعمال رکھنے والا دین ہے۔ وہ دین جس کا عقیدہ اور احکام دلائل پر مبنی ہے ، بت پرستی کو ترک کرنا اور خالص اللہ رب العالمین کے لیے عبادت کرنا ہے۔ اور ان توہمات کو رد کرنے پر ہے جو عقل اور استدلال کے لیے ناقابل قبول ہیں۔ مطلقا خیر والا ، ہر قسم کے شر و فساد کو دور کرنے والا ، عدل قائم کرنے والا ، ہر مشروع طریقے سے ظلم کو ختم کرنے والا ، اور ہر قسم کے کمالات کو حاصل کرنے اور ابھارنے پر مبنی دین ہے۔ اگر میں مسلمانوں کی تاریخ میں سے ان باتوں کے دلائل اور شواہد بیان کرتا تو یہ موضوع طویل ہو جاتا، اسی لیے صرف چیدہ چیدہ نقاط کو ہی بیان کیا ہے۔

نوٹ: میں اس بات کی بھی تنبیہ کرتا جاؤں کے جو کچھ بعض مسلمانوں کی طرف سے اس کے بر عکس دیکھا جاتا ہے، اس کا اسلام کے ساتھ قطعا کوئی تعلق نہیں لہذا اسے اسلام کے ساتھ نہ جوڑا جائے۔

پہلا نقطہ: اسلام جان کی حفاظت کرتا ہے۔

اسلام نے کسی مسلمان کی جان کو ناحق قتل کرنا حرام قرار دیا ہے، اور اس پر انتہائی سخت وعید سنائی ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ:

﴿ وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ ﴾

اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے، جس میں ہمیشہ رہنے والا ہو اور اللہ اس پر غصے ہو گیا اور اس نے اس پر لعنت کی اور اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کیا ہے۔ (سورۃ النساء ۹۳)

امام سعدی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا": یہاں اللہ تعالی نے قتل عمد کی وعید ذکر کی ہے؛ ایسی وعید جس سے دل گھبرا جائے، کلیجہ پھٹ جائے اور عقل والے بے چین ہو جائیں"۔

کسی بھی قسم کے کبیرہ گناہوں کے بارے میں (شرک کے علاوہ) یہ وعید تو کیا اس جیسی وعید بھی نہیں بیان ہوئی کہ جس میں بطور سزا جہنم قرار دیا ہو، جس کا معنی یہ ہے کہ ایک ناحق قتل ہی ایسا عظیم گناہ ہے کہ جس کے کرنے والا ایسی جہنم کا مستحق بن جاتا ہے جس میں بڑے عذاب، ذلت و رسوائی، اللہ رب الجبار کی ناراضگی، اور

کامیابی و نجات کی محرومی اور ناکامی و خسارہ ہے۔ پس اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں ہر اس کام سے جو اس کی رحمت سے دور کر دے۔

اس وعید میں وہی حکم ہے جو بعض بڑے گناہوں اور نافرمانی کا ہے جس میں ہمیشہ کا جہنم میں داخلہ ہے یا ہمیشہ جنت کی محرومی ہے۔اھ

وہ جانیں جن کا ناحق قتل کرنا اسلام نے منع کیا ہے ان میں: ذمی کافر ہیں؛ بلکہ ان کا ناحق قتل تو کبیرہ گناہوں میں سے ہے:۔

امام بخاری عبداللہ بن عمرو کی روایت لے کر آئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''جس نے کسی ذمی کو (ناحق) قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا۔ حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے۔''

المعاھد: یہود و نصاری میں سے جسے مسلمانوں کے علاقہ میں رہنے کے لیے امان دی جائے۔

محترم شیخ علامہ عبد العزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ نے بخاری شریف کی اس حدیث کی شرح میں فرمایا: یہ حدیث "جس نے کسی ذمی کو (ناحق) قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا۔" اس میں ذمی کو قتل کرنے کی تنبیہ ہے، ذمی کو قتل کرنا جائز نہیں، جس کو ولی الامر کی طرف سے امان دے دی جائے یا وہ امان میں داخل ہو جائے یا اس سے جزیہ لینے کی بات طے ہو جائے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اسے امان میں رکھا جائے گا کیونکہ مسلمان اپنی شروط کو پورا کرنے والے ہوتے ہیں، پس لازمی ہے کے وہ اس امان کو نہ توڑیں۔ اسی لیے تو فرمایا" جس نے

کسی ذمی کو (ناحق) قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا"۔ اور یہ بڑی سخت وعید ہے۔ پس جسے ولی الامر کی طرف سے امان حاصل ہو جائے (جزیہ کے ساتھ یا بغیر جزیہ کے) اس کی امان کو نہ توڑا جائے۔ اور اس کی امان اور ذمہ تب تک قائم رہے گا جب تک کہ وہ خود اسے ختم نہ کر دے۔ پس حاکم پر بھی عہد کو پورا کرنا لازمی ہے یہاں تک کے وہ مدت پوری ہو جائے جس کا عہد تھا۔ اھ

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے حدیث ذکر کی ہے جسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے کہ کئی ایک ابنائے صحابہ سے اور وہ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :آگاہ ہو جاؤ! جس نے ذمی پر ظلم کیا یا اس کے حق میں کمی کی یا اس پر اس کی طاقت سے زیادہ مشقت ڈالی یا اس کی رضامندی کے بغیر اس سے کوئی چیز لے لی، تو میں ایسے آدمی پر بروز قیامت دلیل کے ذریعے غالب آ جاؤں گا۔

لوگوں کے لیے اسلام کی فکر مندی میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے عبادت میں بھی ان کے لیے آداب، احکام اور راہنمائی مقرر کی ہے۔ نہ تو اس میں افراط و تفریط ہے اور نہ مبالغہ آرائی و غفلت۔ بلکہ سراسر اعتدال، بردباری و ہمدردی ہے:

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جسم کا بھی اس کے مالک پر حق ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ میں ہمیشہ روزے رکھتا تھا اور ہر شب قرآن پڑھتا تھا (یعنی ساری رات) اور کہا: یا تو میرا ذکر آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلاوا بھیجا غرض میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' : کہ مجھے خبر ملی ہے کہ تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو اور ساری رات قرآن پڑھتے ہو۔ ''میں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ ! اور میں اس سے بھلائی چاہتا ہوں (یعنی ریا وسمعہ مقصود نہیں) تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' : تم کو اتنا کافی ہے کہ ہر ماہ میں تین دن روزے رکھ لیا کرو۔ ''میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ! میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' : تم پر تمہاری بیوی کا حق ہے تم پر اور تم سے ملاقاتیں کرنے والوں کا تم پر حق ہے اور تمہارے جسم کا بھی حق ہے تم پر۔ اور کہا: پس میں نے تشدد کیا سو میرے اوپر تشدد ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا'' : تم نہیں جانتے شاید تمہاری عمر دراز ہو۔ ''(تو اتنا بار تم پر گراں ہو گا اور امور دین میں خلل آئے گا سبحان اللہ ! یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور انجام بینی تھی اور آخر وہی ہوا) کہا عبد اللہ نے پھر میں اسی حال کو پہنچا جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سے ذکر کیا تھا اور جب میں بوڑھا ہوا تو آرزو کی میں نے کہ کاش میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت قبول کر لیتا۔

اور جو اسباب اللہ کے اذن سے بندے کو بیماری اور تکلیف سے بچاتے ہیں ان میں :۔

- **کھانے پینے میں کفایت شعاری اپنانا:۔**

اللہ تعالی نے فرمایا'' : اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ گزرو''(سورۃ الاعراف: 31)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد فی ھدی خیر العباد میں فرمایا: باب "صحت کی حفاظت میں اسوہ نبوی" اللہ تعالی نے فرمایا": اور کھاؤاور پیو اور حد سے نہ گزرو" چناچہ اس نے اپنے بندوں کو ہدایت کی ہے وہ اپنے جسم کی ضرورت کے مطابق کھانے اور پینے کا استعمال کریں، جو بندے کی جسمانی ضرورت کو پورا کرے۔ اور جب بھی وہ اس ضرورت سے زیادہ ہو گا تو وہ نقصان دہ ہو گا۔ اور دونوں چیزیں ہی صحت کی رکاوٹ اور بیماری لانے کا باعث بنتی ہیں اور دونوں چیزوں سے میری مراد کھانا پینا چھوڑ دینا یا ضرورت سے زیادہ کر دینا ہے۔ پس ثابت ہوا کے صحت کی حفاظت انہی دو اصولوں میں ہے جو اللہ تعالی نے بیان کر دیے ہیں۔ اھ

اور اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بھی کھانے پینے کی مناسب مقدار کی وضاحت کی ہے؛ امام ترمذی رحمہ اللہ مقدام بن معدی کرب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں اور فرمایا کہ "یہ حدیث حسن صحیح ہے" فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا" : کسی آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہیں بھرا، آدمی کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں اور اگر زیادہ ہی کھانا ضروری ہو تو پیٹ کا ایک تہائی حصہ اپنے کھانے کے لیے، ایک تہائی پانی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے باقی رکھے"۔

- **کھانے پینے کی چیزوں کی حفاظت کرنا اور انہیں بیماریوں سے دور رکھنا:۔**

امام مسلم اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : ڈھانپ دو برتن کو اور ڈاٹ لگا

دو مشک کو اور بند کر دو دروازوں کو اور بجھا دو چراغ کو کیونکہ شیطان مشک نہیں کھولتا اور دروازہ نہیں کھولتا اور برتن نہیں کھولتا، پھر اگر تم میں سے کسی کو کچھ نہ ملے سوائے ایک لکڑی کے اسی کو آڑا رکھ لے اور اللہ کا نام لے اس لیے کہ چوہیا لوگوں کے گھر جلا دیتی ہے۔ ''

یہ اس لیے فرمایا تاکہ کھانے پینے کی چیزوں کو خرابی سے اور بیماری پھیلانے والے حشرات سے محفوظ رکھا جاسکے۔

- **انفرادی اور معاشرے کی صحت کو متعدی امراض اور بیماریوں کے پھیلاؤ سے محفوظ رکھنا۔**

مسلمانوں پر نبی کریم ﷺ نے دوسرے لوگوں کو تکلیف دینے اور نقصان پہنچانے سے مکمل طور پر منع کر دیا ہے۔ امام احمد اور ابن ماجہ رحمہا اللہ نے ذکر کیا ہے اور اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روا ہے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' : کسی کو نقصان پہنچانا جائز نہیں نہ ابتداءً اور نہ بدلے کے طور پر ''۔ اور شیخین نے ذکر کی اہے کہ ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "کوئی شخص اپنے بیمار اونٹوں کو کسی کے صحت مند اونٹوں میں نہ لے جائے"۔ امام مسلم اور ابن ماجہ رحمہا اللہ نے ذکر کیا ہے کہ عمرو بن الشرید سے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ " ثقیف کے لوگوں میں ایک جذامی شخص تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہلا بھیجا'' : تو لوٹ جا ہم تجھ سے بیعت

کر چکے۔'' اور امام احمد اور امام بخاری رحمہا اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ": تم جزام میں مبتلا شخص سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو"۔

- **بیماریوں سے نجات کے لیے اسلام علاج کا حکم دیتا ہے:۔**

امام ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے جسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا کہ اسامہ بن شریک سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا دیہات والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ رہے ہیں کہ اس بات میں بھی ہمیں گناہ ہوگا؟ اس بات میں بھی ہمیں گناہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ نے کسی بات میں گناہ نہیں رکھ البتہ اپنے بھائی کی آبروریزی گناہ ہے۔ پھر کہنے لگے اگر ہم علاج نہ کریں تو ہمیں گناہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندو! علاج کیا کرو کیونکہ اللہ پاک نے بڑھاپے کے علاوہ جو بھی بیماری پیدا کی اس کا علاج بھی پیدا فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی امت کو بعض علاج کے طریقے بتلائے ہیں چنانچہ شیخین نے ذکر کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بخار جہنم کی تیزی سے ہے لہذا اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

اور اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجامہ کروانے اور شہد کے استعمال کی بھی ترغیب دی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ": شفاء تین چیزوں میں ہے پچھنا لگوانے میں،

شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں مگر میں اپنی امت کو آگ سے داغنے سے منع کرتا ہوں"۔

- **برتن میں سانس لینے سے اسلام منع کرتا ہے:۔**

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ": جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو اپنے برتن میں سانس نہ لے"۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں فرمایا کہ : اور یہ روکنا باب تادیب سے ہے، صفائی حاصل کرنے میں مبالغہ کے ارادہ سے ہے،؛ کیونکہ سانس کے ساتھ تھوک یا ناک کی غلاظت یا بدبودار بخارات نکلتے ہیں، جو انتہائی کراہت والی ہوا پر مشتمل ہوتے ہیں جس سے پینے والا یا دوسرا گندگی کی وجہ سے گھن کرے گا۔اھ

- **جگہوں کے آلودہ کرنے سے اسلام منع کرتا ہے:۔**

امام ابو داؤد اور ابن ماجہ رحمہا اللہ نے بیان کیا ہے کہ معاذ بن جبل سے روایت ہے جسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ": لعنت کی تین چیزوں سے بچو: مسافروں کے اترنے کی جگہ میں، عام راستے میں، اور سائے میں پاخانہ پیشاب کرنے سے"۔ اس سے مراد یہ ہے کہ پانی پینے والی جگہوں اور گزرگاہوں میں گندگی سے ہونے والے نقصان کی وجہ سے قضائے حاجت کرنے سے منع فرمایا ہے، کھڑے پانی یا مستقل پانی میں گندگی پھینکنے سے لوگوں کو سنگین بیماریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جن میں سب سے خطرناک بیماری بلھارسیا (schistosomiasis) جس نے چھ لاکھ سے زائد افراد کو متاثر کیا

ہے۔اور اس بیماری کے پھیلاؤ کا سب سے پہلا سبب ہی گندگی کو پینے والی جگہ میں یا اس کے قریب پھینکنا ہے۔ پس پینے والی جگہوں یا گزرگاہوں میں قضائے حاجت کرنا لوگوں کی لعن طعن کا بھی باعث بنتا ہے کیونکہ وہ اس سے نقصان اٹھاتے ہیں، اور اس بارے کثرت کے ساتھ احادیث موجود ہیں۔

- **مسلمان جب بھی نیند سے بیدار ہو تو کسی بھی برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے تین بار ہاتھوں کو دھونے کی اسلام ترغیب دیتا ہے کیونکہ وہ شخص نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے:۔**

ایک پوری جماعت نے ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا": جب تم میں سے کوئی رات کو نیند سے اٹھے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے جب تک کہ دو یا تین ہاتھ نہ دھو لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ رات میں کہاں کہاں رہا ہے؟"۔

عظیم آبادی رحمہ اللہ نے عون المعبود میں فرمایا کہ ": کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ رات میں کہاں کہاں رہا ہے"۔یعنی اسے اپنے ہاتھ کی جگہ کا نہیں معلوم کہ آیا وہ پاک جگہ پر تھا یا نجس پر، کسی زخم یا پھنسی پر تھا یا ایسی جگہ پر تھا جہاں ڈھیلوں کے ساتھ استنجاء کے بعد پانی استعمال کرتے ہیں یا پھر پسینہ وغیرہ والی جگہ پر تھا۔اسلام نے حفظانِ صحت کے جو اقدام کیے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں اگر میں ان تمام کو جمع کرنے لگ جاؤ تو موضوع طویل ہو جائے، جو ذکر کر دیے گئے ہیں وہ کافی وشافی ہیں ان شاءاللہ۔

دوسرا نقطہ: اسلام عقل کی حفاظت کرتا ہے:۔

بلاشبہ اسلام عقل کے بارے احتیاط برتتا ہے پس اسی لیے اللہ جل جلالہ نے اس کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے۔اور ہر اس چیز سے منع کیا ہے جو اسے نقصان پہنچاتی ہو یا اس کے کام میں خلل ڈالتی ہو۔ لہذا اسے کسی بھی طریقے سے کمزور کرنا یا اسے ضائع کرنا قبیح جرم ہے اور رب تعالی کو ناراض کرنے کا اور ہوش و حواس کھو دینے کا سبب ہے۔ عقل و فہم سے محروم ہونے کی وجہ سے انسان چوپایوں کی طرح ہو جاتا ہے۔ پس اسی لیے تو اللہ سبحانہ و تعالی نے نشہ آور اشیاء اور منشیات کو حرام کیا ہے کیونکہ اس کے انسانی عقل پر انتہائی خطرناک اثرات ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ :

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّمَا ٱلۡخَمۡرُ وَٱلۡمَيۡسِرُ وَٱلۡأَنصَابُ وَٱلۡأَزۡلَٰمُ رِجۡسٞ مِّنۡ عَمَلِ ٱلشَّيۡطَٰنِ فَٱجۡتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ ۝٩٠ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱلشَّيۡطَٰنُ أَن يُوقِعَ بَيۡنَكُمُ ٱلۡعَدَٰوَةَ وَٱلۡبَغۡضَآءَ فِي ٱلۡخَمۡرِ وَٱلۡمَيۡسِرِ وَيَصُدَّكُمۡ عَن ذِكۡرِ ٱللَّهِ وَعَنِ ٱلصَّلَوٰةِۖ فَهَلۡ أَنتُم مُّنتَهُونَ ۝٩١ ﴾

" اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور شرک کے لیے نصب کردہ چیزیں اور فال کے تیر سراسر گندے ہیں، شیطان کے کاموں میں سے ہیں، سو اس سے بچو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمھارے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمھیں اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے، تو کیا تم باز آنے والے ہو" (سورۃ المائدۃ: ۹۰- ۹۱)

پس شراب عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے اور اپنے پینے والے کو ایسا پاگل بنا دیتی ہے کے اسے یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ وہ دین اور عزت کے خلاف جرم کر رہا ہے۔

عقل کو ضائع کرنے میں شراب سے بھی زیادہ سخت منشیات ہیں؛ جو عقل کو خراب اور دل کو برباد کر دیتی ہیں، اسی وجہ سے اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے جیسے شراب کو اس کے نشہ کی وجہ سے حرام کیا ہے۔

تیسرا نقطہ: اسلام مال کی حفاظت کرتا ہے:۔

حرام مال کو کھانا اسلام نے کسی بھی طور جائز نہیں رکھا۔ اللہ تعالی نے فرمایا": اور اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے مت کھاؤ"۔(سورۃ البقرۃ:۱۸۸)

حافظ ذھبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الکبائر میں فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی دوسرے کا مال باطل طریقے سے مت کھائے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (اس آیت سے مراد) یعنی جھوٹی اور باطل قسم سے اپنے بھائی کے مال کو ہڑپ کرنا ہے۔

اور باطل دو طریقوں سے کھایا جاتا ہے۔

پہلا: کہ بندہ مال کو ظلم کر کے کمائے جیسے ڈاکہ ڈال کر، خیانت اور چوری کر کے وغیرہ۔

دوسرا: مذاق اور کھیل کے ذریعے سے کھائے جیسے جوا اور سینما وغیرہ۔

صحیح بخاری میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ": کچھ لوگ اللہ تعالی کے مال کو بے جا اڑاتے ہیں، انہیں قیامت کے دن آگ ملے گی"۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے بیان کیا ایسے مرد کا جو کہ لمبے لمبے سفر کرتا

ہے اور گرد و غبار میں بھرا ہے اور پھر ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور کہتا ہے اے رب! اے رب! حالانکہ کھانا اس کا حرام ہے اور پینا اس کا حرام ہے اور لباس اس کا حرام ہے اور غذا اس کی حرام ہے پھر اس کی دعا کیوں کر قبول ہو۔ اھ

جن چیزوں کو اسلام نے حرام کیا ہے ان میں: چوری اور رشوت ہے:۔

چوری کے بارے اللہ تعالی نے فرمایا: "اور جو مرد یا عورت چور ہو تو اللہ کی طرف سے سزا کے طور پر ان کے عمل کے بدلے میں ان کے ہاتھ کاٹ دو اور اللہ غالب حکمت والا ہے"۔ شیخین نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ ایک مخزومی عورت کا معاملہ جس نے چوری کی تھی، قریش کے لوگوں کے لیے اہمیت اختیار کر گیا اور انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ میں کون بات کر سکتا ہے اسامہ رضی اللہ عنہ کے سوا، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارے ہیں اور کوئی آپ سے سفارش کی ہمت نہیں کر سکتا؟ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا تم اللہ کی حدوں میں سفارش کرنے آئے ہو۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا اور فرمایا ''اے لوگو! تم سے پہلے کے لوگ اس لیے برباد ہو گئے کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد نے بھی چوری کی ہوتی تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا ہاتھ ضرور کاٹتا۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الکبائر میں بیان کیا کہ علماء نے فرمایا ہے کہ چور کی

توبہ اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ چوری کیا ہوا مال لوٹا نہ دے۔اور اگر وہ مال کو نہیں لوٹا سکتا تو صاحب مال سے معافی مانگے۔

اور رشوت کے بارے امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے والا اور دینے والے پر لعنت کی ہے۔

حافظ ذھبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الکبائر میں بیان کیا کہ علماء نے فرمایا ہے کہ راشی اس شخص کو کہتے ہیں جو رشوت دیتا ہے اور مرتشی وہ ہے جو رشوت لیتا ہے۔رشوت دینے والا جب کسی مسلمان کو تکلیف دینے کے لیے رشوت دے یا وہ حاصل کرنے کی کوشش کرے جسکا وہ مستحق نہیں ہے تو وہ لعنتی ہو جاتا ہے۔ مگر جو شخص اپنے حق کو لینے کے لیے یا ظلم سے بچنے کے لیے رشوت دیتا ہے تو وہ لعنتی نہیں ہوتا۔اھ

چوتھا نقطہ: اسلام حسب و نسب کی بھی حفاظت کرتا ہے:۔

اسلام نے زنا اور اس کے وسائل کو حرام قرار دیا ہے، جن میں حرام کام کو دیکھنا، یا اور حرام کے متعلق گفتگو کرنا اور سننا ہے؛ کیونکہ زنا سے بیماریوں کے پھیلنے، عزتوں کی پامالی اور نسب میں خرابی واقع ہوتی ہے۔ چناچہ بچہ اپنے اصل باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہو جاتا ہے، اور غیر متعلقہ رشتے داروں سے وراثت پاتا ہے، جس سے ظلم اور فساد برپا ہوتا ہے، جس سے اللہ خوب واقف ہے، اللہ تعالی نے فرمایا کہ "اور زنا کے قریب بھی مت پھٹکو بے شک وہ ہمیشہ سے بڑی بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے"۔

علامہ سعدی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ زنا کے قریب جانے سے ہی روکنا یہ زیادہ منع کرنے والا ہے بنسبت زنا کے کرنے سے منع کیا جائے۔ کیونکہ اس میں زنا کرنے کے لیے استعمال ہونے والے تمام ذرائع کا ہی سد باب ہے جو زنا کا باعث بنتے ہوں۔

کیونکہ بلاشبہ "جو کوئی چراگاہ کے قریب منڈلائے گا قریب ہے کہ وہ اس میں داخل بھی ہو گا"۔ خصوصا اس کام (یعنی زنا) میں کیونکہ اس میں لوگوں کا رجحان زیادہ پایا جاتا ہے۔

زناکاروں کو سزا:۔

اولا: دنیا میں زناکاروں کی سزا:

ابن ماجہ اور امام حاکم رحمہا اللہ نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جسے امام البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا" :مہاجرین کی جماعت ! پانچ باتیں ہیں جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے، اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تم اس میں مبتلا ہو،)وہ پانچ باتیں یہ ہیں (پہلی یہ کہ جب کسی قوم میں علانیہ فحش)فسق و فجور اور زناکاری (ہونے لگ جائے، تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں جو ان سے پہلے کے لوگوں میں نہ تھیں"۔ اللہ تعالی نے فرمایا": جو زنا کرنے والی عورت ہے اور جو زنا کرنے والا مرد ہے، سو دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور تمھیں ان کے متعلق اللہ کے دین میں کوئی نرمی نہ پکڑے، اگر تم اللہ اور یوم

آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور لازم ہے کہ ان کی سزا کے وقت مومنوں کی ایک جماعت موجود ہو"۔(سورۃ النور: ۲)

امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے ابو ھریرۃ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ میرا فیصلہ کتاب اللہ سے کر دیں۔ دوسرے فریق نے جو اس سے زیادہ سمجھ دار تھا، کہا کہ جی ہاں! کتاب اللہ سے ہی ہمارا فیصلہ فرمایئے، اور مجھے)اپنا مقدمہ پیش کرنے کی (اجازت دیجئیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیش کر۔ اس نے بیان کرنا شروع کیا کہ میرا بیٹا ان صاحب کے یہاں مزدور تھا۔ پھر اس نے ان کی بیوی سے زنا کر لیا، جب مجھے معلوم ہوا کہ)زنا کی سزا میں (میرا لڑکا رجم کر دیا جائے گا تو میں نے اس کے بدلے میں سو بکریاں اور ایک باندی دی، پھر علم والوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میرے لڑکے کو)زنا کی سزا میں کیونکہ وہ غیر شادی شدہ تھا (سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے شہر بدر کر دیا جائے گا۔ البتہ اس کی بیوی رجم کر دی جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ ہی سے کروں گا۔ باندی اور بکریاں تمہیں واپس ملیں گی اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا۔ اچھا انیس! تم اس عورت کے یہاں جاؤ، اگر وہ بھی)زنا کا (اقرار کر لے، تو

اسے رجم کر دو) کیونکہ وہ شادی شدہ تھی (بیان کیا کہ انیس رضی اللہ عنہ اس عورت کے یہاں گئے اور اس نے اقرار کر لیا، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ رجم کی گئی۔"

ثانیا: قبر میں زناکاروں کو سزا:

زناکاروں کو ایسے تندور میں ڈالا جائے گا جس کا نچلا حصہ کھلا اور اوپر والا حصہ تنگ ہو گا، ان کے نیچے سے آگ ان کو پہنچے گی جس سے وہ سخت چیخیں اور چلائیں گے اور مدد کے لیے پکاریں گے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ ":۔۔۔ پھر ہم ایک تنور جیسی چیز پر آئے۔ راوی نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کہا کرتے تھے کہ اس میں شور و آواز تھی۔ کہا کہ پھر ہم نے اس میں جھانکا تو اس کے اندر کچھ ننگے مرد اور عورتیں تھیں اور ان کے نیچے سے آگ کی لپیٹ آتی تھی جب آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لیتی تو وہ چلانے لگتے"۔

ثالثا: آخرت میں زناکاروں کو سزا:

اللہ تعالی نے فرمایا": اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اس جان کو قتل کرتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو یہ کرے گا وہ سخت گناہ کو پائے گا۔ اس کے لیے قیامت کے دن عذاب دگنا کیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اس میں ذلیل ہوتا رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور عمل کیا، کچھ نیک عمل تو یہ لوگ ہیں جن کی برائیاں اللہ نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ ہمیشہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اور جو توبہ

کرے اور نیک عمل کرے تو یقیناً وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے، سچا رجوع کرنا۔(سورۃ الفرقان: ۶۸-۷۱)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کا فرمان "اور جو یہ کرے گا وہ سخت گناہ کو پائے گا"، عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ (اثاما) جہنم میں ایک وادی ہے۔ اور عکرمہ رحمہ اللہ نے فرمایا: (یلق اثاما) جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ یہی وہ وادیاں ہیں جن میں زانیوں کو عذاب دیا جائے گا۔ اسی طرح سعید بن جبیر، مجاھد اور قتادہ رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ (یلق اثاما) یہ بدلہ کی جگہ ہے اور جہنم کی وادی کا نام ہے۔

صحیحین اور دوسری کتب احادیث میں ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”زنا کرنے والا جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا، اور چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا، اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ پھر ان سب آدمیوں کے لیے توبہ کا دروازہ بہر حال کھلا ہوا ہے۔“

اور صحیحین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا گناہ اللہ کے ہاں سب سے بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے کہا یہ تو بہت بڑا گناہ ہے۔ میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ فرمایا یہ کہ تم اپنے بچے کو اس "خطرہ کی" وجہ سے قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا۔ میں نے

عرض کیا کہ پھر کونسا؟ فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ امام احمد اور مسلم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا'' : تین آدمیوں سے اللہ بات نہ کرے گا قیامت کے روز، نہ ان کو پاک کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، اور ان کو دکھ کا عذاب ہے۔ ایک تو بوڑھا زانی، دوسرے جھوٹا بادشاہ، تیسرے محتاج مغرور۔ ''

زنا کے اسباب:

(1) عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا:۔

شیخین نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے محرم رشتہ دار کے بغیر سفر نہ کرے اور کوئی شخص کسی عورت کے پاس اس وقت تک نہ جائے جب تک وہاں ذی محرم موجود نہ ہو۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ! میں فلاں لشکر میں جہاد کے لیے نکلنا چاہتا ہوں، لیکن میری بیوی کا ارادہ حج کا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنی بیوی کے ساتھ حج کو جا۔

(2) اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا، چاہے اسے قرآن ہی کیوں نہ پڑھاتا ہو:۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن عمر نے بیان کیا جسے علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے کہ مقام جابیہ میں (میرے والد) عمر رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، انہوں نے کہا: لوگو! میں تمہارے درمیان اسی

طرح (خطبہ دینے کے لیے) کھڑا ہوا ہوں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوتے تھے، اور پھر فرمایا کہ " خبر دار! جب بھی کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے"

(3) اجنبی عورتوں سے مصافحہ کرنا:۔

امام رویانی نے اپنی مسند میں معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے جسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' : کسی آدمی کے سر میں لوہے کی کیل ٹھونس دی جائے، یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ غیر محرم عورت کو چھوئے، جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔''

(4) حق مہر میں زیادتی کرنا؛ جس کی وجہ سے نوجوان شادی کرنے سے اعراض کرے اور ممکن ہے کہ وہ زنا کر بیٹھے:۔

اللہ تعالی نے فرمایا: تم میں سے جو مرد عورت بغیر نکاح کے ہوں ان کا نکاح کر دو اور اپنے نیک بخت غلام اور لونڈیوں کا بھی۔ اگر وہ مفلس بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی بنا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔(سورۃ النور:32)

امام ترمذی اور ابن ماجہ رحمہا اللہ نے ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جسے علامہ البانی نے حسن قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' : تین (طرح کے لوگ) ہیں جن کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم و

ضروری کر لیا ہے :(ایک) وہ مکاتب جو مقررہ رقم ادا کر کے آزادی حاصل کر لینے کے لیے کوشاں ہو۔ (دوسرا) ایسا نکاح کرنے والا جو شادی کر کے عفت و پاکدامنی کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہو (تیسرا) وہ مجاہد جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلا ہو"۔

(5)عورت کا نرم لہجہ سے بات کرنا:۔

اللہ تعالی نے فرمایا: اے نبی کی بیویو ! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو تو نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے اور ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو۔(سورۃ الاحزاب:۳۲)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا(اور تم نرم لہجے سے بات نہ کرو) اس کے متعلق امام سدی اور دیگر نے فرمایا کہ "جب مردوں سے مخاطب ہوتیں تو نرم لہجے سے بات کرتیں، اسی لیے فرمایا کہ (جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے)۔ یعنی کسی کے دل میں خرابی کا ہونا۔(اور ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو)اس کے متعلق ابن زید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایسی بات جو قاعدے سے کی جاتی ہو، یعنی کہ جب وہ اجنبیوں سے بات کرتیں ہے تو ان میں نرمی کا پہلوں نہیں ہوتا، اجنبیوں سے ایسے بات نہ کریں جیسے وہ اپنے خاوند سے باتیں کرتیں ہیں۔

(6)عورت کا گھر میں نہ رکے رہنا اور زیب وزینت اختیار کر کے نکلنا:۔

اللہ تعالی نے فرمایا:"اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو"۔(سورۃ الاحزاب:۳۴) صحیحین اور دیگر کتابوں میں

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں کے فتنہ سے بڑھ کر نقصان دینے والا اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا ہے"۔ اسی لیے تو عورت کا امام کو لقمہ دینے کے بارے میں سہل بن سعدی رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے جسے صحیحین نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " لوگو! نماز میں ایک امر پیش آیا تو تم لوگ ہاتھ پر ہاتھ کیوں مارنے لگے تھے، یہ دستک دینا تو صرف عورتوں کے لیے ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں نماز میں عورت کے دستک دینے کے متعلق فرمایا کہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی کو دوسرے ہاتھ کی پشت پر مارتی ہے۔

(7) بعض عورتوں کا اپنے خاوند کو ہمبستری سے منع کرنا:

شیخین نے ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا":

جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے (ناراضگی کی وجہ سے) انکار کر دے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔" اسی لیے عورت کو اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

(8) اجنبی عورتوں کو دیکھنا (جن عورتوں سے نکاح جائز ہے):

اللہ تعالی نے فرمایا: مومن مردوں سے کہہ دے اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔

بے شک اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور مومن عورتوں سے

کہہ دے اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے ظاہر ہو جائے۔(سورۃالنور ۳۰-۳۱)

امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اجنبی عورت پر) اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنی نظر پھیر لو"

اور متنبی شاعر نے کہا ہے کہ:

تمام حادثات کی ابتدا نگاہ سے ہوا کرتی ہے اور اکثر و بیشتر آگ معمولی چنگاریوں ہی سے لگتی ہے، بہت سی نگاہیں نگاہ باز کے دل میں اس حد تک اثر انداز ہو جاتی ہیں جہاں تک قوس اور دھاگے کے درمیان سے تیر جا پہنچتا ہے، اور بندہ جب تک غیروں سے نگاہیں چار کرتا رہتا ہے خطرہ کی آغوش میں ہوتا ہے، وہ اپنی آنکھ کو لذت پہنچاتا ہے لیکن اس کے خون دل (روح) کو نقصان پہنچتا ہے، ایسی خوشی نامبارک ہو جس کا انجامِ کار نقصان اور خسارہ ہو۔

پانچواں نقطہ: اسلام عزت کی حفاظت کرتا ہے:۔

بلاشبہ اسلام نے بے گناہوں پر بدکاری کی تہمت لگانا حرام قرار دیا ہے اور اس پر سخت وعید سنائی ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: "بے شک وہ لوگ جو پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں لعنت کیے گئے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ جس دن ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف اس کی شہادت دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔" (سورۃالنور ۲۳-۲۴)

اے حق کے متلاشی! جان لے اللہ تجھے حق کی بصیرت دے، کہ انسان جتنا سلیم العقل، خوبصورت بصیرت، سیدھی سوچ کا حامل ہوتا ہے اتنا ہی اس کا تعلق اسلام سے مضبوط ہوتا جاتا ہے؛ کیونکہ اس میں بہت ساری خوبیاں اور فضائل موجود ہیں۔

بے شک اسلام عقیدۃ توحید پر مبنی ہے، جو عقل سلیم کو تسکین دیتا ہے اور سیدھی سوچ استقرار پکڑتی ہے، کیونکہ یہ اس یقین کی دعوت دیتا ہے کہ تمام عالم کے لیے ایک ہی معبود حقیقی ہے جس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے تمام کی تمام قدرت ہے، اور اسی کا ارادہ، اور اسی کا علم تمام چیزوں کو احاطہ کیے ہوئے ہے اور یہ ایسا معبود ہے جس کی مخلوق کو لازمی عبادت اور سر خم تسلیم کرنا چاہیے، اور اس کی رضا کے لیے عمل کرنا چاہیے اور جس بات کا اللہ سبحانہ نے حکم دیا وہ کرنا اور جس سے منع کیا اس سے باز رہنا چاہیے۔

تحقیق رب سبحانہ نے ذی روح اور آفاق میں دلائل اور نشانیاں رکھی ہیں اور ان سے استدلال اور جانچ پڑتال پر زور دیا ہے۔ تاکہ آپ عقلی اور شرعی دلائل کے ساتھ اس کی معرفت اور تعظیم کریں اور اس کے حقوق کو ادا کریں۔

پس آپ اپنے آپ کو دیکھتے ہیں کہ آپ کبھی بھی خود کو نہیں بنا سکتے، اور کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو بغیر موجد کے پائی جائے، اللہ تعالی نے فرمایا: "یا وہ کسی چیز کے بغیر ہی پیدا ہو گئے ہیں، یا وہ (خود) پیدا کرنے والے ہیں؟" (سورۃ طور: ۳۵)

جہاں تک انسان کا خود کو بنانے کی بات ہے تو یہ وہ دعوی ہے جو مخلوق نے کبھی نہیں کیا ہے، اور اس بات کا دعوی کرنا کے انسان بغیر کسی موجد کے ہی ہے تو اس بات کو

خود صحیح فطرت رد کرتی ہے۔اوراس کے لیے دلیل کی ضروت نہیں ہے۔پس خلق کو پیدا کرنے والا ایک اکیلا اللہ ہے جو بے نیاز ہے "نہ اس نے کسی کو جنااور نہ وہ جنا گیا،اور کوئی اس کا ہمسر نہیں"۔(سورۃ الاخلاص ۳-۴)

اور کبھی آپ اپنی نظر آسمان اور زمین کی طرف کریں، کیاخود انہوں نے اپنے آپ کو پیدا کیا ہے؟ یقیناانہوں نے خود کو نہیں پیدا کیا، جیسے انسانوں نے خود کو پیدا نہیں کیا،اللہ تعالی نے فرمایا:"یاانھوں نے آسمانوں کواور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ وہ یقین نہیں کرتے"۔(سورۃ طور: ۳۶)

اور کبھی کبھار آسمان کی چادر عقل اور بصیرت کو کھول دیتی ہے،اور سورج کی چمک ،اور چاند کی روشنی اور ستاروں کا جگمگانا یہ سب عقل کو حیران کر دینے والا ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:"بہت برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور ایک روشنی کرنے والا چاند بنایا۔"(سورۃ الفرقان: ۶۱) اور فرمایا:"وہی ہے جس نے سورج کو تیز روشنی اور چاند کو نور بنایااوراس کی منزلیں مقرر کیں،تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب معلوم کرو"۔(سورۃ یونس:۵) اور فرمایا:" صبح کو پھاڑ نکالنے والا ہے اوراس نے رات کو آرام اور سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بنایا۔یہ اس زبردست غالب،سب کچھ جاننے والے کا مقرر کردہ اندازہ ہے"(سورۃ الانعام۹۶)

اور اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا:" تو کیا انھوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے کیسے اسے بنایا اور اسے سجایا اور اس میں کوئی درزیں نہیں ہیں"۔(سورہ ق۶) اور جل شانہ نے فرمایا:"اور کیاانھوں نے نگاہ نہیں کی آسمانوں اور

زمین کی عظیم الشان سلطنت میں اور کسی بھی ایسی چیز میں جو اللہ نے پیدا کی ہے۔"(سورہ الاعراف ۱۸۵) اور اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا:"وہ جس نے سات آسمان اوپر نیچے پیدا فرمائے۔ رحمان کے پیدا کیے ہوئے میں تو کوئی کمی بیشی نہیں دیکھے گا۔ پس نگاہ کو لوٹا، کیا تجھے کوئی کٹی پھٹی جگہ نظر آتی ہے؟ پھر بار بار نگاہ لوٹا، نظر ناکام ہو کر تیری طرف پلٹ آئے گی اور وہ تھکی ہوئی ہوگی۔"(سورہ الملک ۳-۴)

اور کبھی زمین کی طرف اور جو کچھ اس میں مختلف اقسام کے درختوں کی طرف نظر جاتی ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:"اور زمین میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے مختلف ٹکڑے ہیں اور انگوروں کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت کئی تنوں والے اور ایک تنے والے، جنھیں ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور ہم ان میں سے بعض کو پھل میں بعض پر فوقیت دیتے ہیں۔"(سورہ الرعد:۴)

پس آپ خود دیکھتے ہیں کہ انگور اور کوڑ تمہ کی بیل، ایک ہی جیسی ہے اور ایک ہی طرح کا پانی دونوں کو لگتا، اور ہر ایک کی جڑ کو بنایا، جو زمین سے ہر اس چیز کو جذب کرتی جو اسے سیدھا اور تروتازہ رہنے میں مددگار ہوتی ہے۔ اور ہر ایک کا پھل دوسرے سے رنگ ،ذائقے اور خوشبو میں مختلف ہوتا ہے ۔ پس اسی طرح باقی درختوں کی مثال ہے جن کی زمین ایک، پانی بھی ایک لیکن ہر ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ کیا یہ تمام دلائل اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ کوئی حکیم اور قدرت رکھنے والا ان کو وجود بخشنے والا ہے؟

اور کبھی نظر آسمان سے نازل ہونے والے پانی کی طرف جاتی ہے جو زندگی کا باعث

ہے، اور اگر وہ اسے چاہتا تو کڑوا بنا دیتا جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا: " پھر کیا تم نے دیکھا وہ پانی جو تم پیتے ہو؟ کیا تم نے اسے بادل سے اتارا ہے، یا ہم ہی اتارنے والے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے سخت نمکین بنا دیں، پھر تم شکر ادا کیوں نہیں کرتے؟" (سورہ الواقعہ ٦٨-٧٠)

اور کبھی وہ اپنی واحدانیت اور اکیلا مالک اور مدبر ہونے کا تذکرہ کرتا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: "اللہ نے نہ تو (اپنا) کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی معبود ہے، ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی اپنی مخلوقات کو لے کر چل دیتا اور ایک دوسرے پر غالب آجاتا۔ یہ لوگ جو کچھ اللہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے۔" (سورہ المومنون: ٩١)

اور ایک دوسری آیت میں زبردست الفاظ اور عظیم معنی رکھنے والا ارشاد فرماتا ہے کہ: " اگر ان دونوں میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہوتے تو وہ دونوں ضرور بگڑ جاتے"۔ (سورالانبیاء: ٢٢) اور اس طرح کی دیگر آیات ہیں۔

اور بلاشبہ تمام انبیاء خالص اللہ کے ہی دین کو لے کر آئے اور تمام اس پر ہی متفق تھے۔ اور یہ ایک بڑی دلیل ہے۔ اور اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ ہی عبادت کے لائق ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اور اس میں کسی کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں؛ لہذا مشرکین پر لازم ہے کہ ان کے پاس جو دلائل ہیں وہ ذکر کریں جو اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کو لازم قرار دیتے ہوں، خواہ وہ شرعی ہو یا عقلی۔ لیکن وہ اس بات کو ثابت نہیں کر سکے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: "اور ان سے پوچھ جنھیں ہم نے تجھ

سے پہلے اپنے رسولوں میں سے بھیجا، کیا ہم نے رحمان کے سوا کوئی معبود بنائے ہیں، جن کی عبادت کی جائے؟"(سورۃ زخرف:۴۵)اور فرمایا:"یا انھوں نے زمین سے کوئی معبود بنا لیے ہیں، جو زندہ کریں گے۔اگر ان دونوں میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہوتے تو وہ دونوں ضرور بگڑ جاتے۔ سو پاک ہے اللہ جو عرش کا رب ہے، ان چیزوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔اس سے نہیں پوچھا جاتا اس کے متعلق جو وہ کرے اور ان سے پوچھا جاتا ہے۔ یا انھوں نے اس کے سوا کوئی معبود بنا لیے ہیں؟ کہہ دے لاؤ اپنی دلیل۔ یہی ان کی نصیحت ہے جو میرے ساتھ ہیں اور ان کی نصیحت بھی جو مجھ سے پہلے تھے، بلکہ ان کے اکثر حق کو نہیں جانتے، سو وہ منہ پھیرنے والے ہیں۔اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی طرف یہ وحی کرتے تھے کہ حقیقت یہ ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، سو میری عبادت کرو۔"(سورہ الانبیاء ۲۱-۲۵)

اس سے اس بات کے باطل ہونے کی وضاحت ہوتی ہے جو مشرکین اللہ کے ساتھ شرک کیا کرتے تھے، ان کے پاس اللہ کے ساتھ شریک کرنے میں کوئی شرعی اور عقلی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ تمام عقلی اور شرعی دلیلیں ان کے اپنے بہتان اور دعوے کے خلاف ہیں۔ پس جس نے پیدا کیا اسی کی عبادت کی جائے گی، اسی کا ہر نعمت پر شکر ادا کیا جائے گا جو اس نے عطا کی، اور وہی کسی کام کے کرنے یا منع کرنے کا حکم دینے والا ہے، اور اسی کے امر اور نہی کو تسلیم کیا جائے گا۔ پس یہی وہ بات تھی جس پر تمام رسولوں کا اتفاق ہے۔ چناچہ تمام رسول اپنے اخلاص کے ساتھ زمان و مکان

میں الگ الگ ہیں اور آیات اور دلائل کا ظہور ان کے اخلاص کا ثبوت بھی ہے، لیکن وہ تمام اس پر متفق تھے کے صرف اکیلے اللہ کی عبادت کریں اور شرک سے منع کریں۔ پس رسولوں کی آیات ان کی نبوت و رسالت اور اللہ کی توحید کے دلائل ہیں، اللہ تعالی نے قرآن کے معجزے اور اس کی دلالت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا: " یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے گھڑ لیا ہے۔ کہہ دے پھر اس جیسی دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے بلا سکتے ہو بلا لو، اگر تم سچے ہو۔ پس اگر وہ تمھاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ یہ صرف اللہ کے علم سے اتارا گیا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو کیا تم حکم ماننے والے ہو؟ (سورہ ھود ۱۳-۱۴)

چناچہ اللہ تعالی نے اس معجزہ سے توحید و رسالت کو ثابت کر دیا۔ اور تمام رسولوں کا اتفاق بھی اس بات کی ہی دلیل ہے کہ صرف اللہ کی ہی عبادت کی جائے گی اور اس کے علاوہ ہر معبود کی عبادت کو چھوڑ دیا جائے۔

اے حق کے متلاشی۔۔!

اسلام ہی اس کرہ ارض پر وہ واحد دین ہے جو خالق کی عبادت کی دعوت دیتا ہے۔ اس کے علاوہ بقایا تمام ادیان مخلوق کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں اور مندرجہ ذیل اس بات کی دلیل ہے کہ:

یہودی عزیر علیہ السلام کو اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔

اور نصاریٰ یسوع مسیح علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں۔

اور ایک ارب سے زیادہ ہندو گائے اور بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔

اور لاکھو بوذی گو تم بدھ کو پوجتے ہیں۔

اور ہزاروں سے زائد بہائی بہاءاللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

اور دروز حاکم بامر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

اور لاکھوں شیوعین ایران اور دیگر علاقوں میں علی رضی اللہ عنہ اور ائمہ کی عبادت کرتے ہیں اور انہیں اللہ کے علاوہ رب بناتے ہیں۔

اے حق کے متلاشی۔۔!

اگر تم اس بات کو مانتے ہو کہ اللہ ہی تمہارا خالق ہے رازق ہے تو کیسے تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت کر سکتے ہو؟

بلاشبہ قرآن نے تو بار بار یہ واضح کیا ہے کہ اکیلا خالق ہی اپنی تمام ظاہری و باطنی نعمتوں کے ساتھ دوسروں کے علاوہ صرف وہی عبادت کا مستحق ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: "اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم بچ جاؤ۔ جس نے تمھارے لیے زمین کو ایک بچھونا اور آسمان کو ایک چھت بنایا اور آسمان سے کچھ پانی اتارا، پھر اس کے ساتھ کئی طرح کے پھل تمھاری روزی کے لیے پیدا کیے، پس اللہ کے لیے کسی قسم کے شریک نہ بناؤ، جب کہ تم جانتے ہو۔" (سورہ البقرہ ۲۱-۲۲)

پس اللہ تعالی نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ صرف وہی عبادت کے لائق ہے۔ کیونکہ وہی تو خالق و رازق ہے۔ اللہ جل شانہ نے فرمایا: "کہہ دے کیا میں اللہ کے سوا کوئی مالک بناؤں جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے، حالانکہ وہ کھلاتا ہے

اور اسے نہیں کھلایا جاتا۔ کہہ بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا شخص بنوں جو فرماں بردار بنا، اور ہر گز شریک بنانے والوں میں سے نہ ہو۔ کہہ دے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بے شک میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ جس شخص سے اس دن وہ ہٹا لیا جائے گا تو یقیناً اس نے اس پر رحم کر دیا اور یہی کھلی کامیابی ہے۔ اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہی کمال حکمت والا، ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔" (سورہ الانعام ۱۴-۱۸) اور فرمایا: " وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اس کی اولاد کیسے ہو گی، جب کہ اس کی کوئی بیوی نہیں اور اس نے ہر چیز پیدا کی اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ یہی اللہ تمھارا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔ سو تم اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔" (سورہ الانعام ۱۰۱-۱۰۲) اور فرمایا: " کہہ دے سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور سلام ہے اس کے ان بندوں پر جنھیں اس نے چن لیا۔ کیا اللہ بہتر ہے، یا وہ جنھیں یہ شریک ٹھہراتے ہیں؟ (کیا وہ شریک بہتر ہیں) یا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمھارے لیے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس کے ساتھ رونق والے باغات اگائے، تمھارے بس میں نہ تھا کہ ان کے درخت اگاتے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں جو راستے سے ہٹ رہے ہیں۔ (کیا وہ شریک بہتر ہیں) یا وہ جس نے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں بنائیں

اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان رکاوٹ بنادی؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔ یا وہ جو لاچار کی دعا قبول کرتا ہے، جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف دور کرتا ہے اور تمھیں زمین کے جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت ہی کم تم نصیحت قبول کرتے ہو۔ یا وہ جو تمھیں خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں راہ دکھاتا ہے اور وہ جو ہواؤں کو اپنی رحمت سے پہلے خوش خبری دینے کے لیے بھیجتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت بلند ہے اللہ اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ یا وہ جو پیدائش کی ابتدا کرتا ہے، پھر اسے دہراتا ہے اور جو تمھیں آسمان وزمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ کہہ دو لاؤ اپنی دلیل، اگر تم سچے ہو۔" (سورہ النمل ۵۹-۶۴)

مشرکین اپنی سخت پریشانی میں خالص اللہ کو یاد کرتے اور پکارتے تھے، تو یہ آسانی میں کیوں نہیں پکارتے؟!

جب مشرکین کشتی میں سوار تھے، اور تیز ہوائیں چل رہی تھیں، موجیں آپس میں ٹکراگئی، حتی کہ وہ ڈوبنے والے تھے اور انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا۔ پس اس لیے وہ اپنے تمام معبودان باطلہ کو چھوڑ دیتے اور صرف اکیلے اللہ کے سامنے التجاء کرتے، فرمان باری تعالی ہے: " وہی ہے جو تمھیں خشکی اور سمندر میں چلاتا ہے، یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں ہوتے ہو اور وہ انھیں لے کر عمدہ ہوا کے ساتھ چل پڑتی ہیں اور وہ اس پر خوش ہوتے ہیں تو ان (کشتیوں) پر سخت تیز

ہوا آجاتی ہے اور ان پر ہر جگہ سے موج آجاتی ہے اور وہ یقین کر لیتے ہیں کہ ان کو گھیر لیا گیا ہے، تو اللہ کو اس طرح پکارتے ہیں کہ ہر عبادت کو اس کے لیے خالص کرنے والے ہوتے ہیں، یقیناً اگر تو نے ہمیں اس سے نجات دے دی تو ہم ضرور ہی شکر کرنے والوں سے ہوں گے۔ پھر جب اس نے انھیں نجات دے دی اچانک وہ زمین میں ناحق سرکشی کرنے لگتے ہیں۔ اے لوگو! تمھاری سرکشی تمھاری جانوں ہی پر ہے، دنیا کی زندگی کے فائدے کے لیے، پھر ہماری ہی طرف تمھارا لوٹ کر آنا ہے، تو ہم تمھیں بتائیں گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔(سورہ یونس ۲۲-۲۳) اور فرمایا: " کہہ دو کون تمھیں خشکی اور سمندر کے اندھیروں سے نجات دیتا ہے؟ تم اسے گڑ گڑا کر اور خفیہ طریقے سے پکارتے ہو کہ بے شک اگر وہ ہمیں اس سے نجات دے دے تو ہم ضرور شکر ادا کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ کہہ دے اللہ تمھیں اس سے نجات دیتا ہے اور ہر بے قراری سے، پھر تم شریک بناتے ہو۔(سورہ الانعام ۶۳-۶۴) اور مزید فرمایا: " اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو پکارتا ہے، اس حال میں کہ اس کی طرف رجوع کرنے والا ہوتا ہے۔ پھر جب وہ اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو وہ اس (مصیبت) کو بھول جاتا ہے، جس کی جانب وہ اس سے پہلے پکارا کرتا تھا اور اللہ کے لیے کئی شریک بنالیتا ہے، تاکہ اس کے راستے سے گمراہ کر دے۔ کہہ دے اپنی ناشکری سے تھوڑا سا فائدہ اٹھالے، یقیناً تو آگ والوں میں سے ہے۔" (سورہ زمر:۸) اور فرمایا: " اور جب تمھیں سمندر میں تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے سوا تم جنھیں پکارتے ہو گم ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ

تمھیں بچا کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہمیشہ سے بہت ناشکرا ہے۔"(سوہ اسراء: ٦٧)

اس بات کا بیان کہ مشرکین کے لیے کوئی حجت نہیں اور نہ ہی ان کے شرک کی کوئی دلیل:۔

اس سے مشرکوں کی اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا باطل ہو جاتا ہے۔اور ان پر لازم ہے کہ وہ صرف اکیلے اللہ جل شانہ کی ہی عبادت کریں۔جب مشرکین سے کہا گیا کہ وہ اپنے شرک کی دلیل اور ثبوت پیش کریں تو وہ ایسے کرنے سے عاجز آ گئے۔ اور اللہ تعالی نے یہ بیان کر دیا کہ وہ صرف اپنے گمراہ آباؤ اجداد کی تقلید کرتے ہیں اور اس گمان کی پیروی کرتے ہیں جو سچائی کے لیے کوئی فائدہ مند نہیں ہے۔

اللہ تعالی مشرکین کو ڈرانے والے انداز میں مخاطب کرتا ہے کہ وہ حق کی طرف آ جائیں۔اور وہ انہیں خبر دار کرتا ہے کہ قیامت کے دن وہ ان سے ان کے شرک کی دلیل مانگے گا لیکن وہ دلیل دینے سے عاجز ہوں گے۔اور جان لیں گے کہ وہ واقعتا عقیدہ باطل پر تھے اور وہ اپنے شرک اور ہٹ دھرمی پر شرمندہ ہونگے لیکن اس وقت ان کا شرمندہ ہونا کچھ کام نہ دے گا۔

وہ آیات جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کے مشرکین کے پاس سوائے گمان کے کوئی حجت نہیں اس بارے میں اللہ تعالی کا فرمان: "سن لو! بے شک اللہ ہی کے لیے ہے جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور جو لوگ اللہ کے سوا غیر کو پکارتے ہیں وہ کسی بھی قسم کے شریکوں کی پیروی نہیں کر رہے۔وہ پیروی نہیں

کرتے مگر گمان کی اور وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔"(سورہ یونس:٦٦)اور اس کا فرمان: "اور وہ اللہ کے سوا اس چیز کی عبادت کرتے ہیں جس کی اس نے کوئی دلیل نازل نہیں کی اور جس کا انھیں کچھ علم نہیں اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔"(سورہ حج: ۷۱)اور اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے کہ: "اور انھوں نے کہا اگر رحمان چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔ انھیں اس کے بارے میں کچھ علم نہیں، وہ تو صرف اٹکلیں دوڑا رہے ہیں۔ یا کیا ہم نے انھیں اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے؟ پس وہ اسے مضبوطی سے تھامنے والے ہیں۔ بلکہ انھوں نے کہا کہ بے شک ہم نے اپنے باپ دادا کو اس راستے پر پایا ہے اور بے شک ہم انھی کے قدموں کے نشانوں پر راہ پانے والے ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر اس کے خوش حال لوگوں نے کہا کہ بے شک ہم نے اپنے باپ دادا کو اس راستے پر پایا اور بے شک ہم انھی کے قدموں کے نشانوں کے پیچھے چلنے والے ہیں"(سورہ زخرف ۲۰-۲۳)

پس ان آیات سے واضح ہو گیا کہ مشرکین نے جھوٹ بول کر یہ دعوی کیا کہ اللہ کے سوا کسی اور کی بھی عبادت جائز ہے، اور اس کی بنیاد دو چیزوں پر رکھی:۔

پہلی: رحمن کی مرضی کے ساتھ: کہ ان کا شرک پر رہنا ان کے گمان کے مطابق اللہ کو راضی کرتا ہے۔ اور ان کا خیال تھا کہ ان پر عذاب نہ آنا یہ بھی اللہ کی طرف سے دلیل ہے کہ اللہ ان سے راضی ہے (معاذاللہ)

دوسری: اباؤ اجداد کی تقلید پر انحصار: اور یہ سب ان کے گمان اور اندازے کے

مطابق تھا، جو ان کے اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنے کو باطل ہونے کی دلیل ہے۔ پس اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اللہ رب العزت جس کا کوئی شریک نہیں اس کی عبادت کی جائے۔

جیسے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: "کہہ دے کیا تم نے دیکھا جن چیزوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، مجھے دکھاؤ انھوں نے زمین میں سے کون سی چیز پیدا کی ہے، یا آسمانوں میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ لاؤ میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب، یا علم کی کوئی نقل شدہ بات، اگر تم سچے ہو۔" (سورہ الاحقاف: ۴)

اس آیت میں اللہ تعالی نے مشرکین سے عقلی اور شرعی دلیل طلب کی ہے جس سے وہ غیر اللہ کی عبادت کو ثابت کر سکیں۔ اور اگر وہ ان دلیلوں کو ڈھونڈ لیں تو دونوں قطعی اور روشن دلیلیں ہیں، وگرنہ عقلی دلیل ہی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس نے پیدا کیا اسی کی عبادت کی جائے نہ کہ اس کی جو پیدا کی گئی ہے۔ اسی لیے اللہ کا فرمان ہے: "

مجھے دکھاؤ انھوں نے زمین میں سے کون سی چیز پیدا کی ہے، یا آسمانوں میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ (سورہ الاحقاف: ۴) پھر ان سے شرعی دلیل طلب کی کہ: "؟ لاؤ میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب، یا علم کی کوئی نقل شدہ بات" (سورہ الاحقاف: ۴) لیکن وہ ان میں سے کوئی بھی دلیل نہ لا سکے جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر جس کی عبادت کرتے ہیں وہ سب باطل ہے۔ اور عبادت کے لائق تو صرف ایک اللہ ہی کی ذات واحد ہے۔

پھر اللہ تعالی نے اس بات کو بیان کیا کہ وہ ان سے قیامت کے دن پوچھے گا جن کو وہ شریک بناتے تھے، اور وہ ان کو نہیں پائیں گے حالانکہ اس وقت ان مشرکوں کو ان کی سخت ضرورت ہوگی جن کو وہ شریک سمجھتے تھے، اللہ تعالی نے فرمایا: "اور جس دن وہ انھیں آواز دے گا، پس کہے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جو تم گمان کرتے تھے؟ اور ہم ہر امت میں سے ایک گواہ نکالیں گے، پھر ہم کہیں گے لاؤ اپنی دلیل، تو وہ جان لیں گے کہ بے شک سچ بات اللہ کی ہے اور ان سے گم ہو جائے گا جو وہ گھڑا کرتے تھے۔" (سورہ القصص ۷۴-۷۵)

قرآن کریم اللہ تعالی کا کلام ہے:۔

اللہ تعالی کے کلام کی صفات:۔

پہلی: الفاظ میں معجزانہ ہے۔

دوسری: آیات میں تناقض کا نہ ہونا۔

تیسری: اچھے اخلاق اور روح کی پاکیزگی کا مطالبہ کرتا ہے۔

چوتھی: آخرت کا ذکر اور جو کچھ اللہ تعالی نے متقین کے لیے ہمیشہ کی نعمتیں، اور گناہ گاروں کے لیے دردناک عذاب تیار کیا اس کا ذکر کرتا ہے۔

جہاں تک معجزانہ الفاظ کا تعلق ہے: کہ عرب کے ماہرین اور فصیح و بلیغ لوگ بھی اس جیسی کسی سورت کو لانے سے عاجز آ گئے۔ بلکہ اگر تمام انس و جن مل بھی جائے تو وہ بھی اس جیسا لانے سے ضرور بالضرور عاجز آجاینگے۔ فرمان تعالی ہے: "کہہ دے اگر سب انسان اور جن جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا

نہیں لائیں گے، اگرچہ ان کا بعض بعض کا مددگار ہو۔"(سورہ اسراء:۸۸)

بلاشبہ اسلام دین فطرت ہے جس پر انسان اور اس کا دل ہے، اس نے تمام ادیان کو ختم کر دیا، اور اس کو ہر قسم کی تبدیلی و تحریف سے محفوظ کیا۔ ارشاد ربانی ہے: "پس تو ایک طرف کا ہو کر اپنا چہرہ اس دین کے لیے سیدھا رکھ، اللہ کی اس فطرت کے مطابق، جس پر اس نے سب لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی پیدا کردہ کو کسی طرح بدلنا (جائز) نہیں،"(سورہ روم: ۳۰) اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے بھی بتلایا ہے کہ جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے وہ فطرت (اسلام) پر ہی پیدا ہوتا ہے، چناچہ شیخین نے ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر ایک بچہ پیدا ہوتا ہے فطرت پر (یعنی اس عہد پر جو روحوں سے لیا گیا تھا یا اس سعادت اور رشقاوت (بدبخت ہونا) پر جو خاتمہ میں ہونے والی ہے یا اسلام پر یا اسلام کی قابلیت پر) پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بناتے ہیں اور نصرانی بناتے ہیں اور مجوسی بناتے ہیں"۔ تو اے میرے نئے مسلمان بھائی۔۔! آپ نے بھی اس بات کو اچھی طرح جان لیا ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے کسی انسان کی مداخلت کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ آپ کا شہادتین کا اقرار ہی اسلام میں داخل ہونے کے لیے کافی ہے۔

❖❖❖

دوسرا باب :

شہادتین کی مختصر وضاحت

" أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللّٰه، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّه

یہ دو گواہیاں ہی اسلام کی اصل اور ملت کی بنیاد ہیں، ان کے اقرار سے ایک کافر اسلام میں داخل ہوتا ہے، پھر اس سے بقیہ اسلام کے حقوق طلب کیے جاتے ہیں۔

جہاں تک اس شہادت کا تعلق ہے کہ "اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں": تو یہ تمام ادیان کی اصل ہے، آدم علیہ السلام کی اولاد سے اور نوح علیہ السلام سے لیکر محمد ﷺ تک تمام انبیاء و رسل اپنی قوموں کو اسی کلمہ کی طرف دعوت دیتے رہے۔ چنانچہ اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ: "اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی طرف یہ وحی کرتے تھے کہ حقیقت یہ ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، سو میری عبادت کرو" (سورہ انبیاء ۲۵) اور ہمارے نبی محمد ﷺ کو جب اللہ تعالی نے مبعوث کیا تو انہوں نے بھی اپنی قوم کو اسی کلمہ کی دعوت دی؛ ان سے فرمایا "لوگوں لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے" اور جبکہ وہ پتھروں، درختوں کی عبادت کرتے تھے اور انہوں نے کعبہ میں دیگر بت رکھے ہوئے تھے تو اس دعوت کو ماننے سے انکار کر دیا اور انہوں نے کہا کہ: "کیا اس نے تمام معبودوں کو ایک ہی معبود بنا ڈالا؟ بلاشبہ یہ یقینا بہت عجیب بات ہے۔" (سورہ ص: ۵)

اور کلمہ توحید کی شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے جن کے بغیر بندے کا اسلام لانا درست نہیں ہوتا۔ یہ کل سات شرائط ہیں جنہیں حافظ الحکمی رحمہ اللہ نے اپنی نظم "

سلم الوصول الی علم الاصول فی توحید اللہ واتباع الرسول ﷺ" میں جمع کیا ہے:

"اور انہیں سات شروط کے ساتھ مقید کیا گیا ہے جو کہ حق کے ساتھ نصوص وحی میں وارد ہوئی ہیں۔ اس لیے یہ کلمہ اپنا اقرار کرنے والے کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا جب تک کہ وہ ان شرائط کو مکمل نہ کر لے۔ علم، یقین اور قبولیت؛ اور اطاعت؛ ان کو اچھی طرح سمجھ لیں جو میں کہہ رہا ہوں۔ اور سچائی اور اخلاص نیز محبت؛ اللہ تعالی تمہیں اس چیز کی توفیق دے جسے وہ پسند کرتا ہے"

پہلی شرط: علم جس سے مراد نفی اور اثبات ہے۔ یہ کہ آپ غیر اللہ کے لیے کی جانے والی تمام قسم کی عبادات کا انکار کرتے ہوں، اور ان عبادات کو صرف اکیلے اللہ کے لیے ثابت کرتے ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالی کے فرمان میں ہے کہ: "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔" (سورہ الفاتحہ: ۵) یعنی تیرے ساتھ کسی اور کی عبادت نہیں کرتے اور تیری عبادت میں تیرے سوا کسی اور کی مدد نہیں چاہتے۔ پس جو بھی اس کلمہ کا اقرار کرنے والا ہو وہ اس کے معانی سے بخوبی واقف ہونا چاہیے۔ فرمان تعالی ہے: "پس جان لے کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہ کی معافی مانگ،" (سورہ محمد: ۱۹) اور فرمایا: "مگر جس نے حق کے ساتھ شہادت دی اور وہ جانتے ہیں۔" (سورہ زخرف: ۸۶) اہل تفسیر نے کہا "مگر جس نے حق کے ساتھ شہادت دی" یعنی لا الہ الا اللہ کی "اور وہ جانتے ہیں" یعنی جو ان کے اپنے دل اور زبان میں ہیں اس کی گواہی دی، اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی اس

حالت میں فوت ہوا کہ وہ اس بات کو جانتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو وہ جنت میں داخل ہو گا"۔

دوسری شرط: یقین جو شک و تردد کے بغیر ہو۔ یہ کہ آپ کا اس کلمہ پر بغیر کسی تردد و شک کے مکمل یقین ہو جیسا کہ اللہ تعالی نے مومنین کے وصف کو ذکر کیا ہے کہ: " مومن تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر انھوں نے شک نہیں کیا اور انھوں نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہی لوگ سچے ہیں۔" (سورہ حجرات: ۱۵) اور لم یرتابوا کا معنی یہی ہے کہ انہوں نے بغیر شک کے یقین کیا ہے۔

صحیح مسلم میں ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے (وہی سچا اللہ ہے باقی سب جھوٹے معبود ہیں) اور میں اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جو بندہ اللہ سے ملے اور ان دونوں باتوں میں اس کوئی شک نہ ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔"

اور ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ہی صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی تجھے اس باغ کے پیچھے ملے اور وہ اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اس بات پر دل سے یقین رکھتا ہو تو اس کو یہ سنا کر خوش کردے کہ اس کے لیے جنت ہے"

تیسری شرط: ایسا اخلاص جو شرک اور ریاکاری کے بغیر ہو۔ یہ کہ ہر قسم کے ظاہری

و باطنی شرک سے اعمال پاک ہوں، اور تمام عبادات میں صرف اللہ وحدہ کے لیے خالص نیت کی جائے۔ فرمان باری تعالی ہے: "خبر دار! خالص دین صرف اللہ ہی کا حق ہے" (سورہ زمر: ۳) اور فرمایا کہ: "اور انھیں حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت کریں، اس حال میں کہ اس کے لیے دین کو خالص کرنے والے ہوں" (سورہ البینۃ: ۵) اور صحیح البخاری میں ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم نے فرمایا: "قیامت میں سب سے زیادہ فیض یاب میری شفاعت سے وہ شخص ہوگا، جو سچے دل سے یا سچے جی سے «لا إله إلا الله» کہے گا۔"

چوتھی شرط: ایسی سچائی جو جھوٹ کے بغیر ہو۔ یہ کہ اس کلمہ کا اقرار سچے دل سے ہو، اس کی زبان دل کی سچائی کے ساتھ گواہی دے۔ اللہ تعالی نے منافقوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا: "جب منافق آپ ﷺ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ یقینا اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ آپ ﷺ یقینا اس کے رسول ہیں اور اللہ شہادت دیتا ہے کہ یہ منافق یقینا جھوٹے ہیں۔ (سورۃ المنافقون: ۱) یہ اس لیے کہ انہوں نے زبان کے ساتھ تو اس کلمہ کو کہا تھا لیکن دل میں اس کی سچائی نہیں تھی۔ اسی طرح فرمان باری تعالی ہے: "الم۔ کیا لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ اسی پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی۔ حالانکہ بلاشبہ یقینا ہم نے ان لوگوں کی آزمائش کی جو ان سے پہلے تھے، سو اللہ ہر صورت ان لوگوں کو جان لے گا جنھوں نے سچ کہا اور ان لوگوں کو بھی ہر صورت جان لے گا جو جھوٹے ہیں۔" (سورہ

العنکبوت: ۱- ۳)اور صحیحین میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اس پر (دوزخ کی) آگ حرام کر دیتا ہے۔

پانچویں شرط: ایسی محبت جو بغض اور ناپسندیدگی کے بغیر ہو۔ یہ کہ کلمہ کا اقرار کرنے والا اللہ سے، اس کے رسول سے، دین اسلام سے، اور دین پر عمل کرنے والے اور اس کی حدود میں رہنے والے تمام مسلمانوں سے محبت کرتا ہو۔ اور جو بھی اس کلمہ لاالہ الااللہ کی مخالفت کرے یا کفر و شرک کا ارتکاب کرے یا نافرمانی کر کے اس میں کمی کرے تو اس سے نفرت رکھتا ہو۔ آپ ﷺ کے اس فرمان کے مطابق عمل کرتے ہوئے کہ:" !ایمان کا سب سے زیادہ مضبوط و محکم حصہ (حلقہ) اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت و تعاون کرنا، اللہ کی خاطر محبت کرنا اور اللہ کی خاطر بغض رکھنا۔

اور اس کلمہ کے ساتھ محبت کرنے کی شرط اللہ تعالی کے اس فرمان سے بھی ثابت ہے کہ "اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو غیر اللہ میں سے کچھ شریک بنا لیتے ہیں، وہ ان سے اللہ کی محبت جیسی محبت کرتے ہیں، اور وہ لوگ جو ایمان لائے، اللہ سے محبت میں کہیں زیادہ ہیں۔"(سورہ البقرہ: ۱۶۵) اور صحیحین میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تین خصوصیات ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں گی وہ ایمان کی شیرینی پالے گا اول یہ کہ

اللہ اور اس کے رسول اسے سب سے زیادہ عزیز ہوں۔ دوسرے یہ کہ وہ کسی شخص سے محبت صرف اللہ ہی کے لیے کرے تیسرے یہ کہ اسے کفر کی طرف لوٹ کر جانا اتنا ہی نا گوار ہو جیسے آگ میں پھینک دیا جانا۔''

چھٹی شرط: فرمانبرداری جو عمل کے ترک کے بغیر ہو۔ جس نے بھی لا الہ الا اللہ کہا ہے اللہ کی شریعت، اور اس کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرنے والا ہو، اور خالص اللہ کے لیے اس کا عمل ہو۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ: "اور اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ اور اس کے مطیع ہو جاؤ۔ (سورہ زمر: ۵۴) اور فرمایا: "اور دین کے لحاظ سے اس سے بہتر کون ہے جس نے اپنا چہرہ اللہ کے لیے تابع کر دیا، جب کہ وہ نیکی کرنے والا ہو۔" (سورہ النساء: ۱۲۵) اور "اسلموا" ، "اسلم" کا معنی یہی ہے کہ فرمانبرداری اور سر خم تسلیم کرنا۔

ساتویں شرط: قبول جو رد کے بغیر ہو۔ یہ کہ اس کلمہ کو دل و جان سے قبول کرے۔ بلاشبہ قرآن حکیم میں اللہ تعالی نے ہمیں ان لوگوں کی نجات کے متعلق بتلایا جنہوں نے اس کلمہ کو دل و جان سے تسلیم کیا، اور ان لوگوں کی ہلاکت اور بربادی کے متعلق آگاہ کیا ہے جنہوں نے اس کا انکار کیا۔ فرمان باری تعالی ہے کہ: "پھر ہم اپنے رسولوں کو نجات دیتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی جو ایمان لائے، اسی طرح ہم پر حق ہے کہ ہم مومنوں کو نجات بخشیں۔" (سورہ یونس: ۱۰۳) اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ: " بے شک وہ ایسے لوگ تھے کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو تکبر کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کیا واقعی ہم یقیناً اپنے معبودوں کو ایک

دیوانے شاعر کی خاطر چھوڑ دینے والے ہیں؟(سورہ الصافات: ۳۵- ۳۶)
لا الہ الا اللہ کا معنی اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔اور اس بات کی گواہی کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں: سب سے اعلی مرتبہ جو ایک بندے کو حاصل ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ وہ خاص بندگی اور رسالت کے لیے منتخب ہو، اور نبی کریم ﷺ ان دونوں صفات میں سب سے زیادہ کمال رکھنے والے ہیں۔اور جہاں تک الوہیت، اور ربوبیت کا تعلق ہے تو یہ صرف اللہ تعالی کا خاصہ ہے، اس میں کوئی بھی شریک نہیں ہو سکتا نہ ہی کوئی مقرب فرشتہ اور نہ ہی کوئی بھیجا گیا نبی۔
ایمان کا یہ لازمی جزو ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، اور اللہ تعالی نے انہیں جنوں اور انسانوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا مبعوث کیا ہے۔ اور یہ کہ وہ آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ :" محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کردینے والے) ہیں(سورہ الاحزاب: ۴۰) اور فرمایا:" اے نبی! بے شک ہم نے تجھے گواہی دینے والا اور خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔اور اللہ کی طرف بلانے والا اس کے اذن سے اور روشنی کرنے والا چراغ۔(سورہ الاحزاب: ۴۵- ۴۶) پس وہ اللہ کے رسول ہیں جو صلاۃ و سلام کے لائق ہیں، انہیں اللہ تعالی نے تمام لوگوں کے لیے مبعوث کیا تاکہ انہیں توحید کی دعوت دیں اور شرک سے ڈرائیں۔اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے کہ :'اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لیے خوش خبری دینے

والا اور ڈرانے والا۔(سورہ سبا:۲۸)

چناچہ اس بات کی گواہی دینا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں: یہ بات اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آپ پر ایمان لایا جائے اور اور جو آپ نے بتلایا اس کی تصدیق کی جائے، جس بات کا آپ حکم دیں اس پر عمل کیا جائے اور ہر اس کام سے رکا جائے جس کے کرنے سے آپ نے روکا ہو۔اور یہ کہ آپ کے ہر حکم کی تعظیم کی جائے اور آپ کی بات پر کسی کی بھی بات کو مقدم نہ کیا جائے۔

❖❖❖

تیسرا باب :

مسلمان کے عقیدة کا خلاصه

اہل سنت وجماعت عقیدے، عمل، اور اخلاقیات میں پختہ اور واضح اصولوں پر چلتے ہیں۔اور یہ اصول اللہ کی کتاب، رسول اللہ ﷺ کی سنت اور جس پر صحابہ، تابعین اور تبع تابعین خیر ون القرون کے سلف صالحین اور جو ان کے نہج پر چلنے والے گامزن تھے اس سے ماخوذ ہیں۔ اور ان اصولوں میں: پہلا اصول: اللہ پر ایمان۔ اس بات کا پختہ ایمان کے ساتھ کہ اللہ تعالی ہی تمام چیزوں کا پالنے والا اور مالک ہے۔

اور وہی اکیلا ہی عبادت کے لائق ہے، اور اسی اکیلے کی ہی محبت، عاجزی اور جھکاؤ کے ساتھ عبادت کی جائے۔

اور یہ کہ وہ ایسی صفات کے ساتھ متصف ہے جن میں کمال ہے، اسی کے لیے اچھے نام اور اعلی صفات ہیں، اور وہ سبحانہ وتعالی ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہے۔

ان باتوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالی پر ایمان چار چیزوں پر مشتمل ہے:

پہلی: اللہ تعالی کی موجودگی پر ایمان۔ اور اس پر تو فطرت، عقل، شرع اور حواس بھی گواہ ہیں۔

جہاں تک فطرت اللہ تعالی کے وجود کی گواہ ہے تو وہ اس طرح کہ تمام مخلوقات ہی اپنے خالق پر ایمان رکھنے کی فطرت پر پیدا ہوئے ہیں۔ شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر ایک بچہ پیدا ہوتا ہے فطرت پر (یعنی اس عہد پر جو روحوں سے لیا گیا تھا یا اس سعادت اور شقاوت

پر جو خاتمہ میں ہونے والی ہے یا اسلام پر یا اسلام کی قابلیت پر) پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بناتے ہیں اور نصرانی بناتے ہیں اور مجوسی بناتے ہیں۔

اور جہاں تک عقل اللہ تعالی کے وجود کی گواہ ہے تو اس طرح کہ تمام کی تمام مخلوقات پہلے والی اور آنے والی ان کا کوئی خالق ہے جس نے انہیں وجود بخشا ہے۔

اسی لیے اللہ تعالی نے عقلی اور قطعی دلیل قرآن حکیم میں ارشاد فرمائی ہے کہ: "یا وہ کسی چیز کے بغیر ہی پیدا ہو گئے ہیں، یا وہ (خود) پیدا کرنے والے ہیں؟ یا انہوں نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ وہ یقین نہیں کرتے۔ یا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں، یا وہی حکم چلانے والے ہیں؟" (سورہ طور: ۳۵-۳۷)

امام بخاری رحمہ اللہ نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں سورۃ والطور پڑھ رہے تھے۔ جب آپ سورۃ والطور اس آیت پر پہنچے:

﴿ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝٣٥ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝٣٦ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ۝٣٧ ﴾

کیا یہ لوگ بغیر کسی کے پیدا ہو گئے یا یہ خود (اپنے) خالق ہیں؟ یا انہوں نے آسمان اور زمین کو پیدا کر لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ان میں یقین ہی نہیں۔ کیا ان لوگوں کے پاس آپ کے پروردگار کے خزانے ہیں یا یہ لوگ حاکم ہیں۔'' تو میرا دل اڑنے لگا۔ اور مسند حمیدی میں ہے کہ جبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ جس وقت میں مشرک تھا اس وقت میں نے آپ ﷺ سے یہ آیات سنی تو میرا دل اڑنے لگا (یعنی اس میں

ایمان قرار پکڑ گیا) اور جہاں تک شریعت اللہ تعالی کے وجود کی گواہ ہے تو وہ اس طرح کہ اللہ تعالی نے رسول بھیجے اور آسمان سے کتابیں نازل کیں جو اس بات کا بین ثبوت ہیں۔

اور جہاں تک حواس اللہ کے وجود کے گواہ ہیں تو وہ دو طرح سے ہیں:

(1): کہ ہم دیکھتے اور سنتے ہیں کہ پکارنے والی کی دعا قبول ہو گئی اور مشکلات میں پھنسے لوگوں نے نجات پالی اللہ تعالی کی موجودگی کی پکی دلیل ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: اور نوح علیہ السلام کو بھی جب اس نے اس سے پہلے پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کرلی، پھر اسے اور اس کے گھر والوں کو بہت بڑی گھبراہٹ سے بچا لیا۔" (سورہ الانبیاء ۷۶) اور اس پر کثرت کے ساتھ آیات موجود ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں پر ایک دفعہ قحط پڑا۔ انہی دنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! جانور مر گئے اور بال بچے فاقے پر فاقے کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ پانی برسائے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر دعا کے لیے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے۔ آسمان پر دور دور تک ابر کا پتہ تک نہیں تھا۔ لیکن (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے) پہاڑوں کے برابر بادل گرجتے ہوئے آگئے ابھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے بھی نہیں تھے کہ میں نے دیکھا کہ بارش کا پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی سے بہہ

رہا ہے۔انس رضی اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس روز بارش دن بھر ہوتی رہی۔دوسرے دن تیسرے دن، بھی اور برابر اسی طرح ہوتی رہی۔اس طرح دوسرا جمعہ آگیا۔پھر یہی بدوی یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! (کثرت باراں سے) عمارتیں گر گئیں اور جانور ڈوب گئے، ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی «اللهم حوالينا ولا علينا» کہ اے اللہ! ہمارے اطراف میں برسا اور ہم پر نہ برسا۔انس رضی اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں سے آسمان کی جس طرف بھی اشارہ کر دیتے ابر ادھر سے پھٹ جاتا،اب مدینہ حوض کی طرح بن چکا تھا اور اسی کے بعد وادی قناۃ کا نالہ ایک مہینہ تک بہتا رہا۔انس نے بیان کیا کہ اس کے بعد مدینہ کے ارد گرد سے جو بھی آیا اس نے خوب سیرابی کی خبر لائی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں فرمایا کہ امام خطابی رحمہ اللہ نے ''جوبہ'' کے بارے بتلایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اس کے ارد گرد رہے اور پانی نہیں برسایا۔یعنی بادل مدینہ سے چھٹ کر ارد گرد ہو گئے۔اھ

(2): انبیاء علیہم السلام کی نشانیاں جنہیں آپ معجزات کہتے ہیں اللہ تعالی کی موجودگی کی قطعی دلیل ہے۔کیونکہ یہ ایسے ناممکنات امور ہیں جو ایک عام بشر کے بس میں نہیں ہیں لیکن اللہ تعالی اپنے رسولوں کی تائید و نصرت کے لیے انہیں جاری کرتا ہے۔

دوسری: اللہ تعالی کی ربوبیت پر ایمان۔ یہ کہ اللہ تعالی اپنے افعال میں اکیلا ہے۔ جیسے پیدا کرنا، رزق دینا، زندہ کرنا، اور مارنا وغیرہ۔ اللہ تعالی نے فرمایا: "یہی اللہ تمھارا پروردگار ہے، اسی کی بادشاہی ہے اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں۔" (سورہ فاطر ۱۳)

اور مخلوقات میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اللہ کی ربوبیت کا انکار کرنے والا ہو سوائے اس کے کہ جو انتہائی درجے کا متکبر ہو جائے۔ اللہ تعالی نے آل فرعون کے بارے میں اطلاع دی ہے کہ: "اور انہوں نے ظلم اور تکبر کی وجہ سے ان کا انکار کر دیا، حالانکہ ان کے دل ان کا اچھی طرح یقین کر چکے تھے۔" (سورہ النمل ۱۴)

تیسری: اللہ تعالی کی الوہیت پر ایمان۔ یہ کہ اللہ تعالی ہی کے لیے عبادت کے تمام افعال ہیں۔ جیسے رکوع، سجود، خوف، اور امید وغیرہ۔ اللہ تعالی نے فرمایا: "(اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔ نہ میں ان سے کوئی رزق چاہتا ہوں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بے شک اللہ ہی بے حد رزق دینے والا، طاقت والا، نہایت مضبوط ہے۔ (سورہ ذاریات ۵٦- ۵۸)

اور فرمایا: "اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم بچ جاؤ۔ جس نے تمھارے لیے زمین کو ایک بچھونا اور آسمان کو ایک چھت بنایا اور آسمان سے کچھ پانی اتارا، پھر اس کے ساتھ کئی طرح کے پھل تمھاری روزی کے لیے پیدا کیے، پس اللہ کے لیے کسی قسم کے شریک نہ بناؤ، جب کہ تم جانتے ہو۔" (سورہ بقرہ: ۲۱، ۲۲)۔ اور اللہ تعالی نے اسی

توحید یعنی توحید الوہیت کے لیے ہی رسول بھیجے اور ان کے ساتھ کتابوں کو نازل کیا تاکہ وہ اس کی طرف لوگوں کو دعوت دیں۔ فرمان ربی ہے کہ: "اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو،" (سورہ النحل ۳۶) اور فرمایا: " اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی طرف یہ وحی کرتے تھے کہ حقیقت یہ ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، سو میری عبادت کرو۔ (سورہ الانبیاء۲۵) اور فرمایا کہ: " اللہ نے گواہی دی کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور علم والوں نے بھی، اس حال میں کہ وہ انصاف پر قائم ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔" (سورہ آل عمران ۱۸) اور جس کسی نے بھی اللہ تعالی کو چھوڑ کر کسی اور کو الہ بنایا ہے تو وہ معبود باطل ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ: " یہ اس لیے کہ اللہ ہی ہے جو حق ہے اور (اس لیے) کہ اس کے سوا وہ جسے بھی پکارتے ہیں وہی باطل ہے اور (اس لیے) کہ اللہ ہی بے حد بلند ہے، بہت بڑا ہے۔" (سورہ حج ۶۲) اور فرمایا کہ: "اور تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔" (سورہ بقرہ ۱۶۳)

اللہ تعالی نے ان تمام معبودان باطلہ کا رد کر دیا اور ان کی تمام کمزوریوں کو بیان کیا جن کو مشرکین اللہ کے سوا پوجتے تھے؛ فرمایا کہ: " کہہ دں پکارو ان کو جنھیں تم نے اللہ کے سوا گمان کر رکھا ہے، وہ نہ آسمانوں میں ذرہ برابر کے مالک ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کوئی حصہ ہے اور نہ ان میں سے کوئی اس کا مدد گار ہے۔ اور نہ

سفارش اس کے ہاں نفع دیتی ہے مگر جس کے لیے وہ اجازت دے دے۔"(سورہ سبا ۲۲-۲۳) شیخین نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اسی کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

چوتھی: اللہ تعالی کی تمام صفات اور اسماء حسنی پر ایمان: اہل سنت والجماعت اللہ تعالی کے لیے بغیر کسی تحریف، تعطیل، اور تکییف کے وہ صفات ثابت کرتے ہیں جو اللہ تعالی نے خود اور اس کے رسول نے اللہ کے لیے ثابت کی ہوں۔

دوسرا اصول: فرشتوں پر ایمان:

جو چار امور پر مشتمل ہے:

1: ان کی موجودگی پر ایمان:

2: جن کے نام قرآن و سنت سے ثابت ہیں ان پر ایمان، اور جن کے نام نہیں بتلائے ان سب پر ایمان:۔

3: ان کی صفات پر ایمان جو قرآن و سنت سے ثابت ہیں جیسے جبریل علیہ السلام کی صفات۔ جو نبی کریم ﷺ نے ہمیں بتلایا کہ آپ ﷺ نے انہیں ان کی اصل ہیئت پر انہیں دیکھا جس پر ان کو پیدا کیا گیا، ان کے چھ سو پر تھے جس سے آسمان کے تمام کنارے ڈھک گئے۔

4: اللہ تعالی نے جو انہیں کاموں کو سونپا ہے انہیں بجالانے پر ایمان۔ جیسے ان کا اللہ تعالی کی پاکیزگی بیان کرنا۔ ارشاد باری تعالی ہے:" اور جو اس کے پاس ہیں وہ نہ

اس کی عبادت سے تکبر کرتے ہیں اور نہ ذرہ برابر تھکتے ہیں۔وہ رات اور دن تسبیح کرتے ہیں، وقفہ نہیں کرتے۔"(سورہ الانبیاء ۱۹-۲۰)

امام احمد اور ترمذی رحمہا اللہ نے بیان کیا ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سن رہا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ بیشک آسمان چرچرا رہا ہے اور اسے چرچرانے کا حق بھی ہے، اس لیے کہ اس میں چار انگلیوں کی بھی جگہ خالی نہیں مگر کوئی نہ کوئی فرشتہ اپنی پیشانی اللہ کے حضور رکھے ہوئے ہے۔" اور شیخین نے بیان کیا ہے کہ مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر اٹھایا گیا میرے لیے بیت المعمور میں نے کہا اے جبرائیل یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: بیت المعمور ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں جو پھر کبھی اس میں نہیں آتے پس یہی ان کا اخیر آتا ہے۔" اور یہ ان کی کثرت تعداد پر دلالت کرتا ہے۔

تیسرا اصول: آسمانی کتابوں پر ایمان:۔

اور یہ قران کریم، سنت نبوی اور اجماع سے ثابت ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: " یہ رسول اس پر ایمان لایا جو اس کے رب کی جانب سے اس کی طرف نازل کیا گیا اور سب مومن بھی، ہر ایک اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔"(سورہ بقرہ ۲۸۵)

اصحاب کتب ستہ نے ابن عمر سے اور انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ان سے جبریل علیہ السلام نے ایمان کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر اور تقدیر کے بھلے یا برے ہونے پر ایمان لاؤ''۔ تو آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ایمان کے چھ ارکان میں سے ایک ہے۔

آسمانی کتابوں پر اجمالی ایمان لانا:۔

اللہ تعالی نے جن کتابوں کا نام لیا ہے ان پر اور جن کا نام نہیں لیا ان تمام کتابوں پر جو اس نے اپنے انبیاء اور رسل پر آسمان سے نازل کیں ایمان لانا واجب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ :"سب لوگ ایک ہی امت تھے، پھر اللہ نے نبی بھیجے خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے، اور ان کے ہمراہ حق کے ساتھ کتاب اتاری، تا کہ وہ لوگوں کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے جن میں انھوں نے اختلاف کیا تھا۔" (سورہ بقرۃ ۲۱۳) اور فرمایا کہ :" پھر اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو بے شک کئی رسول تجھ سے پہلے جھٹلائے گئے، جو واضح دلیلیں اور صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔" (سورہ آل عمران ۱۸۴)

آسمانی کتابوں پر تفصیلی ایمان لانا:

جن آسمانی کتابوں اور صحیفوں کے نام قرآن حکیم اور سنت نبوی میں بیان ہوئے ہیں ان پر تفصیلی ایمان لانا واجب ہے: اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1): ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے صحیفے: اللہ تعالی نے فرمایا کہ :" بے شک یہ

بات یقیناً پہلے صحیفوں میں ہے۔ ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔"(سورہ الاعلی ۱۸-۱۹)اور فرمایا: " یا اسے اس بات کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے۔اور ابراہیم کے (صحیفوں میں) جس نے (عہد) پورا کیا۔"(سورہ النجم ۳۶-۳۷)

(2): تورات: اللہ کے نبی موسی علیہ السلام پر جو آسمانی کتاب نازل ہوئی وہ تورات ہے، اور یہ اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر موسٰی علیہ السلام کو عطاء کی۔ فرمان تعالی ہے کہ :"اور ہم نے اس کے لیے تختیوں میں ہر چیز کے بارے میں نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی، "(سورہ اعراف ۱۴۵)اور فرمایا کہ :" بے شک ہم نے تورات اتاری، جس میں ہدایت اور روشنی تھی"(سورہ مائدہ ۴۴)اور یہ اسفار خمسہ (Pentateuch) (کتاب پیدائش، کتاب خروج، کتاب احبار، کتاب گنتی، کتاب استثنا) سے یکسر مختلف ہے،ان کے متعلق یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ موسی علیہ السلام کی پانچوں کتابیں ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کتابوں کو ان کے راہبوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا،اور تورات میں تحریف کی اور اس میں سے تورات کی بہت ساری چیزوں کو چھوڑ دیا اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کر دیا۔

(3): زبور: جو کتاب اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ زبور ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:"اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔"(سورہ اسراء ۵۵)اور یہ یہودیوں کے ان "مزامیر" سے یکسر مختلف ہے جنہیں وہ گمان کرتے ہیں۔

(4):انجیل: جو کتاب اللہ تعالی نے عیسٰی علیہ السلام پر نازک کی وہ انجیل ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:"اور ہم نے ان کے پیچھے ان کے قدموں کے نشانوں پر عیسیٰ ابن

مریم کو بھیجا، جو اس سے پہلے تورات کی تصدیق کرنے والا تھااور ہم نے اسے انجیل دی جس میں ہدایت اور روشنی تھی اور اس کی تصدیق کرنے والی جو اس سے پہلے تورات تھی اور متقی لوگوں کے لیے ہدایت اور نصیحت تھی۔" (سورہ مائدۃ ۴۶) اور یہ مکمل طور پر ان اناجیل اربعہ (متی، لوقا، مرقس، یوحنا) سے مختلف ہے جنہیں نصاریٰ جدید عہد نامہ باور کراتے ہیں۔

(5): قرآن کریم: آخری آسمانی کتاب، جو اللہ تعالی نے خاتم الانبیاء والمرسلین محمد ﷺ پر نازل کی اور اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے وہ قرآن کریم ہے۔ پس ارشاد ربانی ہے: "بیشک ہم نے اس ذکر (قرآن مجید) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں" (سورہ حجر ۹) ۔اسی لیے اللہ تعالی نے قرآن حکیم کو سابقہ آسمانی تعلیمات کا خلاصہ، اور ان میں جو کچھ اللہ کی توحید اور عبادت کا ذکر ہے اس کی حمایت اور تصدیق، اور امتیازی اخلاق و فضائل کو شامل کرنے والا بنایا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا"" (سورہ مائدۃ ۴۸) اس کا معنی یہ ہے کہ "سابقہ کتب پر نگران" یعنی کہ ان کے احکامات کا نگران اور محافظ ، اور جو کچھ ان میں حق ہے اس کی تصدیق، اور جو کچھ ان میں تحریف، تصحیف اور تبدیلی واقع ہوئی ہے اس کی وضاحت کرتا ہے اور جو کچھ ان میں قرآن سے موافقت رکھتا ہے وہ حق اور جو کچھ اس کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔

چوتھا اصول: رسولوں پر ایمان لانا:

اور یہ اس بات پر ایمان ہے کہ اللہ تعالی نے لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے کے لیے رسول بھیجے ہیں۔ اور جن کے نام اللہ تعالی نے بتلایا ہے ان

پر تفصیلی ایمان لایا جائے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ: "اور بلاشبہ یقیناہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول بھیجے، ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کا حال ہم نے تجھے سنایااور ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کا حال ہم نے تجھے نہیں سنایا۔" (سورہ غافر ۷۸)

بندہ ایمان رکھتا ہے کہ جس نے بھی رسولوں کی پیروی کی وہ سعادت کے ساتھ کامیاب ہو گیااور جس نے ان کی مخالفت کی وہ ندامت کے ساتھ ناکام ہوا۔اور وہ اس پر ایمان رکھتا ہے کہ سب سے آخری اور سب سے افضل ہمارے نبی محمد ﷺ ہیں۔

رسولوں پر ایمان چار چیزوں کا نام ہے:

(1): یہ کہ ان کو رسالت اللہ تعالی کی طرف سے دی گئی اس پر ایمان۔

(2): جن کا نام ہمیں بتلایا گیاان پر ایمان۔

(3): رسولوں کی جو بھی صحیح خبریں ہم تک پہنچی ان پر ایمان۔

(4): ان میں سے جو ہماری طرف بھیجے گئے ہیں یعنی محمد ﷺ ان کی شریعت پر عمل کرنا، اور یہ کہ اس شریعت نے سابقہ تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے۔

پانچواں اصول آخرت پر ایمان:۔

اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ نے جو بھی ہمیں موت کے بعد کی خبر دی ہے اس پر ایمان لایا جائے۔ان میں مندرجہ ذیل امور شامل ہیں؛

(1) میت کو جب اٹھایا جاتا ہے تو اس کا حال کیا ہوتا ہے:۔

امام احمد اور امام بخاری رحمہما اللہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میت چار پائی پر رکھی جاتی ہے اور مرد

اسے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک ہو تو کہتا ہے کہ مجھے آگے لے چلو۔ لیکن اگر نیک نہیں تو کہتا ہے ہائے بربادی! مجھے کہاں لیے جارہے ہو۔ اس آواز کو انسان و جن کے سوا تمام اللہ کی مخلوق سنتی ہے۔ اگر انسان کہیں سن پائے تو بیہوش ہو جائے۔۔اسی لیے نبی کریم ﷺ نے ہمیں جنازہ کو جلدی لے جانے کا حکم دیا ہے، اصحاب کتب ستہ نے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنازہ لے جانے میں جلدی کرو اس لیے کہ اگر نیک ہے تو اسے خیر کی طرف لے جاتے ہو اور اگر بد ہے تو اسے اپنی گردن سے اتارتے ہو۔''

(2) قبر کی آزمائشوں پر ایمان لانا:۔

اور یہ کہ ہر شخص کی موت کے بعد قبر میں اس کا حساب ہو گا۔ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور دفن کر کے اسے لوگ پیٹھ موڑ کر رخصت ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ پھر دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق تمہارا کیا اعتقاد تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس جواب پر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ دیکھ جہنم کا اپنا ایک ٹھکانا لیکن اللہ تعالیٰ نے جنت میں تیرے لیے ایک مکان اس کے بدلے میں بنا دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس بندہ مومن کو جنت اور جہنم دونوں دکھائی جاتی ہیں اور رہا کافر یا منافق تو اس کا جواب یہ ہوتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں، میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے سنا تھا وہی

میں بھی کہتا رہا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تو نے کچھ سمجھا اور نہ (اچھے لوگوں کی) پیروی کی۔ اس کے بعد اسے ایک لوہے کے ہتھوڑے سے بڑے زور سے مارا جاتا ہے اور وہ اتنے بھیانک طریقہ سے چیختا ہے کہ انسان اور جن کے سوا ارد گرد کی تمام مخلوق سنتی ہے۔"

(3) قبر کی نعمتوں اور اس کے عذاب پر ایمان لانا:۔

یہ کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اور روح کو عذاب ہوتا ہے اور جسم بھی اسے محسوس کرتا ہے اور قیامت والے دن روح اور بدن سبھی کو ہوگا۔

(4) قیامت کبریٰ پر ایمان لانا:۔

جب اسرافیل علیہ السلام پہلی مرتبہ صور پھونکے گے، پھر اس کے بعد دوبار زندہ اور جمع ہونے کا صور پھونکے گے، تو روحیں واپس اپنے جسموں میں لوٹ آئیں گی۔ اور لوگ اپنی قبروں سے ننگے پاؤں اور ننگے بدن نکلیں گے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: "اور صور میں پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمانوں میں اور جو زمین میں ہوں گے، مر کر گر جائیں گے مگر جسے اللہ نے چاہا، پھر اس میں دوسری دفعہ پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔" (سورہ زمر ٦٨)

(5) اعمال تولنے کا ترازو:

اور عمل کرنے والا اور اس کے عمل کا وزن بھی ہوگا؛ اللہ تعالی نے فرمایا: "پھر وہ شخص جس کے پلڑے بھاری ہو گئے تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔ اور وہ شخص جس کے

پلڑے ہلکے ہو گئے تو وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کا نقصان کیا، جہنم ہی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔"(سورہ مومنون ۱۰۲-۱۰۳)

(6) بڑے بڑے رجسٹر اور صحیفے:

پس کوئی اپنے اعمال کے صحیفے اور کتاب کو اپنے داہنے ہاتھ میں تھامنے والا ہے اور کوئی اپنی کتاب کو پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں لینے والا ہے۔اللہ رب العزت کا فرمانِ عالی شان ہے کہ "سو جسے اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو وہ کہے گا لو پکڑو، میرا اعمال نامہ پڑھو۔یقیناً میں نے سمجھ لیا تھا کہ میں اپنے حساب سے ملنے والا ہوں۔پس وہ ایک خوشی والی زندگی میں ہو گا۔ایک بلند جنت میں۔جس کے میوے قریب ہوں گے۔کھاؤ اور پیو مزے سے، ان اعمال کی وجہ سے جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں آگے بھیجے۔اور لیکن جسے اس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو وہ کہے گا اے کاش! مجھے میرا اعمال نامہ نہ دیا جاتا۔اور میں نہ جانتا میرا حساب کیا ہے۔اے کاش کہ وہ (موت) کام تمام کر دینے والی ہوتی۔میرا امال میرے کسی کام نہ آیا۔میری حکومت مجھ سے برباد ہو گئی۔"(سورہ الحاقہ ۱۹-۲۹) اور فرمایا: "اور لیکن وہ شخص جسے اس کا اعمال نامہ اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا گیا۔تو عنقریب وہ بڑی ہلاکت کو پکارے گا۔اور بھڑکتی آگ میں داخل ہو گا۔" (سورہ انشقاق ۱۰-۱۲)

(7) حساب و کتاب کا ہونا:

ہر بندہ اپنے اعمال کے ساتھ میدان محشر میں اللہ تعالی کے سامنے پیش ہو گا، اور ہر کوئی اپنے اعمال کو دیکھے گا۔اللہ تعالی نے فرمایا: "جس دن ہر شخص حاضر کیا ہوا پائے

گا جو اس نے نیکی میں سے کیا اور وہ بھی جو اس نے برائی میں سے کیا کیا۔ چاہے گا کاش! میرے درمیان اور اس کے درمیان بہت دور کا فاصلہ ہوتا اور اللہ تمھیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں سے بے حد نرمی کرنے والا ہے۔" (سورہ آل عمران ۳۰) اور فرمایا: "اور کتاب رکھی جائے گی، پس تو مجرموں کو دیکھے گا کہ اس سے ڈرنے والے ہوں گے جو اس میں ہوگا اور کہیں گے ہائے ہماری بربادی! اس کتاب کو کیا ہے، نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑتی ہے اور نہ بڑی مگر اس نے اسے ضبط کر رکھا ہے، اور انھوں نے جو کچھ کیا اسے موجود پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔" (سورہ کہف ۴۹)

(8) حوض کوثر:

امام مسلم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرا حوض ایک مہینہ کی راہ ہے، اس کے چاروں کونے برابر ہیں، (یعنی طول و عرض یکساں ہے) اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید ہے اور اس کی بو مشک سے بہتر ہے، اس پر جو آبخورے رکھے ہیں، ان کی گنتی آسمان کے تاروں کے برابر ہے جو اس میں سے پیئے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔''

(9) پل صراط:۔

شیخین نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" پھر انہیں پل پر لایا جائے گا۔ ہم نے پوچھا: یارسول اللہ! پل کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ ایک پھسلواں گرنے کا مقام ہے اس پر سنسنیاں

ہیں، آنکڑے ہیں، چوڑے چوڑے کانٹے ہیں، ان کے سر خمدار سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں جو نجد کے ملک میں ہوتے ہیں۔ مومن اس پر پلک مارنے کی طرح، بجلی کی طرح، ہوا کی طرح، تیز رفتار گھوڑے اور سواری کی طرح گزر جائیں گے۔ ان میں بعض تو صحیح سلامت نجات پانے والے ہوں گے اور بعض جہنم کی آگ سے جھلس کر بچ نکلنے والے ہوں گے یہاں تک کہ آخری شخص اس پر سے گھسٹتے ہوئے گزرے گا تم لوگ آج کے دن اپنا حق لینے کے لیے جتنا تقاضا اور مطالبہ مجھ سے کرتے ہو اس سے زیادہ مسلمان لوگ اللہ سے تقاضا اور مطالبہ کریں گے۔"

اور اس کے بعد جنت اور جہنم کے درمیان قنطرہ ہو گا: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب مومنوں کو دوزخ سے نجات مل جائے گی تو انہیں ایک پل پر جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہو گا روک لیا جائے گا اور وہیں ان کے مظالم کا بدلہ دے دیا جائے گا۔ جو وہ دنیا میں باہم کرتے تھے۔ پھر جب پاک صاف ہو جائیں گے تو انہیں جنت میں داخلہ کی اجازت دی جائے گی۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، ان میں سے ہر شخص اپنے جنت کے گھر کو اپنے دنیا کے گھر سے بھی بہتر طور پر پہچانے گا۔

(10) سفارش: اس میں انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین سبھی کا شامل ہونا:۔

اور وہاں نبی کریم ﷺ کی خاص سفارش، جو کہ چار مرتبہ ہو گی۔

جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر ایمان ہو گا اس کے لیے سفارش کریں گے۔

جس کے دل میں ذرہ برابر یا کلونجی کے دانے کے برابر ایمان ہو گا اس کے لیے

سفارش کریں گے۔

جس کے دل میں کلونجی کے دانے سے کم بھی ایمان ہو گا اس کے لیے سفارش کریں گے۔

پھر اس کے لیے جس نے بھی لا الہ الا اللہ کہا ہو گا۔

(11) جنت یا جہنم:۔

یہ عقیدہ رکھنا کہ جنت اور جہنم دو ایسی مخلوق ہیں جو فنا نہیں ہو گی، ضروری ہے۔ جنت اللہ تعالی کے ولیوں کا گھر، اور جہنم اس کے دشمنوں کا گھر ہے۔ جنت اور جہنم ابھی بھی موجود ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے کسوف کی نماز، اور معراج کی رات دیکھا ہے۔ اہل جنت ہمیشہ اس میں رہیں گے اور اہل دوزخ کفار بھی ہمیشہ اس میں رہیں گے، شیخین نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن موت ایک چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی۔ ایک آواز دینے والا فرشتہ آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمام جنتی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے، آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا۔ تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں، یہ موت ہے اور ان سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھ چکا ہو گا۔ پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا اور آواز دینے والا جنتیوں سے کہے گا کہ اب تمہارے لیے ہیشگی ہے، موت تم پر کبھی نہ آئے گی اور اے جہنم والو! تمہیں بھی ہمیشہ اسی طرح رہنا ہے، تم پر بھی موت کبھی نہیں آئے گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی « وَ اَنۡذِرۡهُمۡ یَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ اِذۡ قُضِیَ

الْاَمْرُ ۘ وَ هُمْ فِیْ غَفْلَةٍ وَّ هُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ » "اور انہیں حسرت کے دن سے ڈرا دو جبکہ اخیر فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (یعنی دنیادار لوگ) اور ایمان نہیں لاتے۔" (سورہ مریم ۳۹)

چھٹا اصول: اچھی یا بری تقدیر ہونے پر ایمان لانا:۔

اور یہ چار باتوں پر مشتمل ہے:

(1): اس بات پر ایمان ہو کہ اللہ تعالی بندوں کے تمام احوال کو جانتا ہے، ان کے رزق، ان کی عمر، ان کے اعمال، اور جو تھا جو ہے اور جو ہو گا سبھی کو جانتا ہے اس سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں ؛"بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔" (سورہ عنکبوت 62)، "تا کہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے اور یہ کہ اللہ نے یقیناً ہر چیز کو اپنے علم سے گھیر رکھا ہے۔" (سورہ طلاق ۱۲)

(2): اللہ تعالی نے ہر کسی کی تقدیر کو لکھا ہوا ہے۔ فرمان ربی ہے کہ "اور جو بھی چیز ہے ہم نے اسے ایک واضح کتاب میں ضبط کر رکھا ہے۔" (سورہ یس ۱۲) اور فرمایا: "کیا تو نے نہیں جانا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔ بے شک یہ ایک کتاب میں درج ہے، بے شک یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔" (سورہ حج ۷۰)

امام مسلم نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر کو لکھا آسمان اور زمین کے بنانے سے پچاس ہزار برس پہلے، اس وقت پروردگار کا عرش پانی پر تھا۔"

(3): اس بات پر ایمان کہ اللہ تعالی کی مشیئت ہو کر رہنے والی ہے۔ پس جو اس نے چاہا وہ ہوا اور جو وہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہونے والا۔ فرمایا: "اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے، جو سب جہانوں کا رب ہے۔" (سورہ تکویر ۲۹) اور فرمایا کہ: "اس کا حکم تو، جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے، اس کے سوا نہیں ہوتا کہ اسے کہتا ہے "ہو جا" تو وہ ہو جاتی ہے۔" (سورہ یس ۸۲)

(4): اس بات پر ایمان کہ اللہ تعالی ہی سب کا خالق ہے اور اس کے سوا سبھی اسی کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ: "اللہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔" (سوہ زمر ٦۲)

❖❖❖

چوتھا باب :

خارجی اور بدعتی افکار وخلفشار میں واقع ہوئے بغیر صحابہ کرام کے فہم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے منہج کی پروی کیسے کریں ؟

اہل السنہ والجماعہ :

اہل السنہ والجماعۃ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس راستے پر ہیں جس پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین تھے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت پر قائم ہیں۔اور یہ صحابہ ،تابعین اور ہدایت کی پیروی کرنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو صراط مستقیم کی پیروی کرنے والے ،اور جہاں کہیں بھی ہوں جس وقت بھی ہوں بدعات سے بچنے والے ہیں۔ اور یہ قیامت تک مدد کیے جانے والے لوگ ہیں۔ سنت نبوی ﷺ سے ہمہ وقت تعلق اور نسبت رکھنے کی وجہ سے انہیں اہل سنت والجماعت کہاں گیاہے۔اور ان کے اتفاق کی وجہ سے سنت نبوی ﷺ کو ہر حال میں ظاہراً و باطناً، قولاًو فعلاًا، عملًا، عقیدتاً عمل کرتے ہیں۔اور خیر خواہی انداز کے ساتھ اپنے وقت کے حکمرانوں کے ساتھ لازم رہتے ہیں اور ان کے خلاف خروج اور بغاوت نہیں کرتے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بیان کیاہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے ساتھ ہو بہو وہی صورت حال پیش

آئے گی جو بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آچکی ہے، (یعنی مماثلت میں دونوں برابر ہوں گے) یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے اگر اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ زنا کیا ہو گا تو میری امت میں بھی ایسا شخص ہو گا جو اس فعل شنیع کا مرتکب ہو گا، بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی، اور ایک فرقہ کو چھوڑ کر باقی سبھی جہنم میں جائیں گے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ کون سی جماعت ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہوں گے جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر ہوں گے''۔

اسی لیے اہل سنت سے علم حاصل کرنا اور ان کی طرف رغبت کرنا انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

امام اللالکائی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "شرح اصول اعتقاد اهل السنۃ والجماعۃ" میں ایوب سختیانی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ "نوجوانوں اور عجمیوں کے لیے یہ بہت بڑی سعادت کی بات ہے کہ اللہ تعالی انہیں اہل السنہ کے عالم کی صحبت سے نواز دے۔"

امام ابن بطہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الابانہ الکبری" میں ابن شوذب رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ: نوجوانوں اور عجمیوں پر اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ بھی ہے کہ انہیں اہل سنت میں سے کوئی دوست مل جائے جو انہیں سنت پر لگائے۔ اور انہی سے مروی ہے کہ: نوجوانوں اور عجمیوں کے لیے اللہ کی نعمتوں میں سے ایک یہ بھی نعمت ہے کہ انہیں اہل سنت کا ساتھ مل جائے اور ان دینی رہنمائی کرے ، کیونکہ

اکثر عجمی اسی کی بات مانتے ہیں جو انہیں اپنے سے پہلے لوگوں میں نظر آئے۔

ابن بطہ رحمہ اللہ نے ہی اپنی کتاب "الابانہ الکبری" میں عمرو بن قیس الملائی رحمہ اللہ سے بھی نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا" جب آپ کسی نوجوان کو اہل سنت کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا دیکھے تو اس سے خیر کی امید رکھو، اور جب اسے اہل بدعت کے ساتھ دیکھو تو پھر اس کی طرف سے مایوس ہو جاؤ کیونکہ نوجوان اپنی ابتدائی تربیت کے مطابق ہی چلتا ہے۔

امام ابو محمد الحسن بن عبدالرحمن الرامہرمزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " المحدث الفاصل بین الراوی والوعی " میں ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا" ہم اعمش کے پاس حدیثیں لکھ رہے تھے کہ ایک آدمی گزرا اور اس نے کہا کہ : اے ابو محمد! یہ بچے تمہارے پاس کیا کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ : یہ تمہارے لیے دین کو محفوظ کر رہے ہیں۔"

اور انہوں نے ہی حماد بن زید کا قول نقل کیا کہ : میں نے ہشام بن عروۃ المعنی سے سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے والد اکثر کہا کرتے تھے کہ : اے میرے بیٹے! ہم چھوٹے تھے پھر بڑے ہو گئے، اور ابھی تم چھوٹے ہوں اور عنقریب تم لوگ بھی بڑے ہو جاؤ گے، اور جس کے بڑے ہونے کے بعد بھی اس کے پاس علم نہیں تو گویا اس کے پاس کوئی خیر نہیں سو تم سنت کو لازم پکڑے رہنا۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " جامع بیان العلم وفضلہ " میں ابراہیم بن المنذر الحزامی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی نوجوان کو

نہیں دیکھا جو علم کو حاصل کرتا ہو اور اس کی طرف رغبت رکھتا ہو مگر یہ کہ اس پر اللہ کی رحمت ہو۔

پس یہ دین سیکھنے والوں، اور عجمیوں پر اللہ ہی کی توفیق سے ہے کہ انہیں اہل سنت کے علماء کی صحبت نصیب ہو جائے، جو ان کو منحرف منہج جیسے کہ اندھے خوارج اور بھٹکے ہوئے مرجئہ وغیرہ۔

وہ لوگ جن سے علم حاصل کیا جائے گا وہ منحرف منہج سے دور رہنے والے ہوں:۔

وہ لوگ جن کے بارے میں واضح ہو کہ ان سے علم حاصل کرنے کی علماء نے اجازت دی ہو۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے "التمہید" میں ابن عون کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا" علم صرف اسی سے حاصل کیا جائے جس کی علماء نے علمی پختگی کی گواہی دی ہو۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے " مجموع الفتاوی" میں فرمایا کہ " اور لوگوں میں جس کی صداقت عام ہو، اس طرح کے لوگوں کی امت کے جمہور علماء ان کی تعریف اور توصیف کرتے ہوں تو وہ سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرنے والے امام اور اندھیروں کے لیے روشن چراغ ہیں، ان کی غلطیاں ان کی اچھائیوں کی نسبت بہت ہی کم ہیں، اور جن مسائل میں لوگوں کے لیے مشکلات ہیں ان کے لیے اجتہاد کے ذرائع میں سے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو علم اور عدل کی پیروی کرتے ہیں، پس وہ جہالت، ظلم، بدگمانی اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے سے بہت دور ہیں۔

امام شاطبیؒ رحمہ اللہ نے "الاعتصام" میں فرمایا: وہ عالم جس کے بارے میں علماء نے اہل علم ہونے کی گواہی نہ دی ہو تو وہ اصل میں لا علم کے حکم میں ہی ہے۔ یہاں تک کے کوئی اس کے بارے گواہی دے۔ اور وہ خود اس بات کا علم رکھنے والا ہو جس کی گواہی دی جا رہی ہو۔ اگر یہ معاملہ نہیں ہے تو یقینا وہ لا علم ہے یا شک میں مبتلا ہے۔ اور ان دونوں (لا علمی، شک) کے بعد بھی اگر وہ اس میدان میں آتا ہے تو وہ صرف نفس کی پیروی کرنے والا ہے۔ اسے تو اپنے بارے کسی اور سے فتوی طلب کرنا چاہیے تھا لیکن اس نے ایسا نہ کیا اور نہ ہی اس نے کسی اور عالم کو اس مسئلے کو سونپا جو اس کا زیادہ حق دار تھا۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے "الصحیحۃ" میں فرمایا: یہ امام شاطبیؒ رحمہ اللہ کی اس عالم کو نصیحت ہے جو قریب ہے کے اس میدان میں بغیر علم کے آگے نکل جانے والا ہو، اسے نصیحت کر رہے ہیں کہ وہ اس وقت تک اس میدان میں نہ آئے جب تک علماء اسے اجازت نہ دے دیں؛ ڈر ہے کہ کہی وہ نفس پرستی میں نہ شامل ہو جائے۔ تو ذرا سوچیے انہیں وہ کیا نصیحت کرتے جو آج کل ہمارے ہاں علم کے نام پر مشہور ہو گئے ہیں حالانکہ وہ اس سے بالکل کورے ہیں؟ یقیناوہ انہیں کہتے کہ "یہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے جناب!" تو ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟! اور اللہ کی قسم مجھے ان لوگوں کے بارے ڈر ہے کہ کہی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان میں نہ شامل ہو جائے کہ "اس زمانہ کے اکثر لوگوں کی عقلیں سلب کر لی جائیں گی، اور ان کی جگہ ایسے کم تر لوگ لے لیں گے جن کے پاس عقلیں نہیں ہوں گی، وہ سمجھیں گے کہ

وہ کسی عقید پر ہیں حالانکہ وہ کسی چیز پر نہیں ہونگے "واللہ المستعان۔

اور شیخ عبد السلام بن برجس رحمہ اللہ نے اپنے اس درس جس کا عنوان "علماء کون ہیں؟" میں فرمایا کہ: یہ نقطہ بڑااہمیت کا حامل ہے؛اس کی معرفت نہ ہونے کی وجہ سے بہت سارے ایسے لوگ علماء کی صفوں میں داخل ہو چکے ہیں جو اہل علم نہیں ہیں۔پس اس وجہ سے علمی انتشار پھیل گیا جس کا خمیازہ ہم بھگت رہے ہیں اور آئے دن اس کا مشاہدہ کررہے ہیں۔

لہذا صرف وہ عالم نہیں ہے جو بڑا فصیح و بلیغ، کمال درجے کا خطبہ دینے والا، بھرپور دروس دینے والا ہو،اور نہ ہی وہ جس نے کتابیں لکھ دی ہو یابہت کچھ شائع کردیاہو، یا مخطوطات کی تحقیق و تخریج کردی ہو؛کیونکہ ہمارے دور میں بدقسمتی کے ساتھ بہت سارے لوگوں کے ذہنوں میں صرف یہی عالم کا معیار بنادیا گیاہے،اوران کی فصاحت اور کتابت سے بہت سے لوگ دھوکا کھا گئے اور وہ لوگوں کے پسندیدہ بن گئے۔پس جب آپ عام لوگوں کو دیکھے گے تو وہ ان کے اس علم سے حیرت میں آجاتے ہیں اوران کی اس فصاحت کو دیکھ کر اپنے ہاتھ تعجب کے ساتھ دوسرے ہاتھ پر مارتے ہیں، جبکہ علماء فتنوں کے ان بدترین دروازوں کو کھلا دیکھ کر غمگیں،اور افسوس کے ساتھ ہاتھ پر ہاتھ ملتے ہیں۔

چنانچہ حقیقی عالم تو وہ ہے جو شرعی علم کا دلدادہ ہو،اور کتاب وسنت کے احکام کا خوب جاننے والا ہو،ناسخ ومنسوخ کی پہچان رکھنے والا، مطلق مقید، مجمل اور مفسر،اور سلف کے اختلاف اوراجماع کے اقوال کی بھرپور واقفیت رکھنے والا ہو۔اھ

حقیقی عالم کو اللہ تعالی ایسی بصیرت سے نوازتا ہے کہ وہ فتنوں کے آنے پر ہی انہیں پہچان لیتا ہے:

امام بخاری رحمہ اللہ نے "التاریخ الکبیر" میں امام الحسن رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ : " جیسے ہی فتنہ نمودار ہوتا ہے تو ہر عالم اسے پہچان لیتا ہے، اور جب چلا جاتا ہے تو جاہل کو اس کا پتہ چلتا ہے کہ یہ فتنہ تھا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی " صحیح " میں سفیان ابن عیینہؒ اللہ سے انہوں نے خلف بن حوشب سے نقل کیا ہے کہ : سلف فتنہ کے وقت ان اشعار سے مثال دینا پسند کرتے تھے۔ جن میں امراءالقیس نے کہا ہے۔

ابتداء میں اک جواں عورت کی صورت ہے یہ جنگ۔۔۔ دیکھ کر ناداں اسے ہوتے ہیں عاشق اور دنگ۔۔۔ جبکہ بھڑکے شعلے اس کے پھیل جائیں ہر طرف۔۔۔ تب وہ ہو جاتی ہے بوڑھی اور بدل جاتی ہے رنگ۔۔۔ ایسی بد صورت کو رکھے کون چونڈا ہے سفید۔۔۔ سونگھنے اور چومنے سے اس کے سب ہوتے ہیں تنگ۔

اہم انتباہ! یہاں پر میں ایک تنبیہ بھی کرنا چاہوں گا کہ دین اسلام رب تعالی کی طرف سے نازل کردہ منہج ہے۔اور یہ آسمانی شریعت ہے جو ہر طرح کی خطاء اور انحراف سے پاک ہے۔ جبکہ انسان ہمیشہ علم اور فہم میں اجتہاد کرتا رہتا ہے۔ان میں سے بعض کا اجتہاد درست ہو جاتا ہے اور بعض کا غلط، تو یہ تو ایک مسلسل کوشش ہے۔ پس اس میں جو کچھ بھی درست ہو تو وہ اللہ وحدہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔اور جو بھی اس میں خطا یا کمی ہو تو وہ ہمارے اپنے نفس اور شیطان کی طرف سے ہوتی ہے ۔اللہ اور اس کا رسول اس سے بریٔ الذمہ ہیں۔

❖❖❖